www.Paksociety.com

ٹوک کیا جانے پگلی کوئل

فائزہ افتخار

www.paksociety.com

www.paksociety.com

www.Paksociety.com

www.Paksociety.com

تو کیا جانے پگلی کوئل

فائزہ افتخار

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تو کیا جانے پگلی کوئل 'کون مجھے تڑپاتا ہے
جاگی سوئی آنکھوں والا دل میں اترا جاتا ہے

سہانہ نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے شعر پڑھا تو اس سے پہلے اس کے نشر کردہ تین اشعار پر کان نہ دھرنے والی رمان اور ہادیہ اچھل پڑیں۔۔

"یہ تم نے پگلی کسے کہا ہے اور کوئل کسے کہا ہے؟"

"اور کیا 'ہم دونوں میں سے کسی کی رنگت اتنی پکی نہیں جتنی تمہاری ہے۔ تم خود ہو گی کوئیلیا بل کہ پگلی کوئل۔۔۔ کل اکنامکس کا پیپر ہے اور تم اردو کے رٹے لگا رہی ہو۔۔اس سے بڑا اور پاگل پن کیا ہو گا۔۔"

"احمق لڑکیو! میں اردو کے نوٹس نہیں بنا رہی 'ایک عدد محبت نامہ۔۔۔ یعنی لو لیٹر لکھنے کی کوشش کر رہی ہوں اور ہر عمدہ محبت نامے کے لوازمات میں دل فگار اور تڑپتے مچلتے اشعار کا ہونا ضروری ہے۔۔"

"ہیں۔۔۔لو لیٹر۔۔؟ سچی۔۔" وہ دونوں اکنامکس کے خلاصے پرے پھینکتے ہوئے اس کے قریب کھسک آئیں۔۔

"مچی۔۔" اس نے اترا کر ایک گلابی کاغذ ہوا میں لہرایا۔۔

"کسے لکھ رہی ہو؟"

"پاھل 'اتنا بھی نہیں پتا۔۔ ظاہر ہے کوئل کو لکھ رہی ہے۔۔ آخر ابتدائیہ میں اسے ہی مخاطب کیا گیا ہے۔۔۔ کہ اے پگلی کوئل۔۔ تمہیں کچھ نہیں پتا 'تم بالکل جھلی ہو۔۔ میں بتاتی ہوں تمہیں کہ کون مردود مجھے ستاتا ہے۔۔اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کی آںکھیں سوتے ہوئے میں بھی ذرا سی کھلی رہتی ہیں اور

www.paksociety.com

جاگتے ہوئے بھی مندی ہوئی لگتی ہیں۔۔ بالکل کسی الو کی طرح۔۔" ہادیہ نے تفصیل سے شعر کی مکمل تشریح بیان کی جسے سن کر سہانہ معظم کا پارہ ہائی ہو گیا۔۔

"کسی بھی شعر کی مٹی پلید کرانا ہو تو اسے تمہارے سامنے پڑھ دینا چاہیے۔۔"

"مگر پتا تو چلے کس کی شامت آئی ہے جسے یہ پر اشعار قسم کا لو لیٹر لکھا جا رہا ہے 'کون ہے وہ الو کی آں کھوں والا؟۔۔"

"اگر میں نے بتا دیا تو تم خود اپنے ان الفاظ پر "اپنی زبان پر چٹکیاں بھر رہی ہو گی،، کیونکہ۔۔۔ان آنکھوں کی مستی کے مستانے ہزاروں ہیں۔۔"

"مستانہ۔۔۔وہ جو کامیڈین ہے۔۔وہ؟۔۔"

"دیکھو رمان! میں نے کہہ دیا ہے کہ گستاخیاں اتنی کرو کہ بعد میں تمہیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔۔اگر "وہ" میرے لیے عزیز ترین ہے تو تمہاری لیے بھی بڑی محترم ہستی ہے۔۔"

"محترم۔۔۔؟ محترم تو اساتذہ ہوتے ہیں یا بزرگوار قسم کی ہستیاں۔۔اب میرے کسی چاچے تائے پر تو تم فدا ہونے سے رہیں،، رہے ٹیچرز 'تو اس کا بھی امکان نہیں۔۔اسلامیہ کالج کوپر روڈ میں سوائے کلرک بادشاہ کے اور کوئی مردانہ وجود نہیں۔۔"

"نومی بالکل ٹھیک کہتا ہے۔۔۔تمہاری زبان کے آگے خندق 'کھائی 'کنواں سب کچھ ہے۔۔" سہانہ نے اسے دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑ ڈالا۔۔

"جو بات ذہن میں آئے 'معقول یا نا معقول 'تم نے جھٹ سے اگلنی ضرور ہے۔۔چاہے بعد میں شرمندہ ہوتی رہو۔۔" اچھی بھلی مار کھانے کے بعد رمان کو شرمندہ سے انداز میں سر جھکا کے کہتے ہوئے اس نے گھور کر دیکھا۔۔

"ہزار بار کہا ہے پہلے ایک سیکنڈ کو رک کر سوچ تو لیا کرو کہ تم کیا کہنے جا رہی ہو۔۔بس یہ بھاڑ سا منہ کھلا اور نکال دیے شعلے۔۔"

"وہ دیکھو 'ہادی کی بچی تمہارا لو لیٹر پڑھ رہی ہے۔۔" رمان نے لعنتوں سے بچنے کے لیے اس کا دھیان دوسری طرف لگایا۔

وہ پاس آئے تو موضوع گفتگو نہ ملے

وہ لوٹ جائے تو ہر گفتگو اسی سے رہے

ہادیہ نے اٹک اٹک کر شعر کی ٹانگ توڑ دی۔

"یعنی کہ یہ تو بالکل میرے والا حال ہے۔۔"

"ہیں 'تو کیا تمہیں بھی کسی سے محبت ہو گئی ہے؟۔" سہانہ نے "سنگی بیلی" سمجھ کر اسے لپٹایا۔۔

"محبت کا تو پتا نہیں مگر وہ جو میڈم مجھے ٹیوشن پڑھانے آتی ہیں ناں 'ان کے سامنے میرا یہی حال ہے، جب وہ کچھ پوچھتی ہیں تو مجھے صرف ان کے ہونٹ ہلتے نظر آتے ہیں اور کانوں میں سائیں سائیں۔۔لگتا ہے جیسے وہ کسی اور زبان میں بات کر رہی اور ان کے جانے کے بعد سارے پوائنٹس 'سارے فارمولاز دھڑا دھڑ سن کر بڑے اشتیاق سے لپٹی سہانہ نے اسے "دفع دور" کرنے کے انداز میں پرے کیا۔۔وہ پھر سے مٹھی دبا ورق کھول کر پڑھنے لگی۔۔

میں تجھے سامنے پا کے بات کرنے کا حوصلہ بھی کروں

تیری آنکھوں کی سرد جھیلوں میں میری آواز ڈوب جاتی ہے

"لو 'تو تم ایسے کام میں ہاتھ بلکہ پیر ڈالتی کیوں ہو جس کا تمہیں پتا نہیں،، بغیر سوئمنگ سیکھے جھیل میں اترنا تو نری خودکشی ہے۔۔" "بغیر سوئمنگ سیکھے جھیل میں اترنا تو نری خود کشی ہے۔۔" اسے لتاڑنے کے بعد اب وہ

www.Paksociety.com

www.Paksociety.com

پھر اگلے شعر پر نظریں دوڑا رہی تھی۔۔ سہانہ نے اپنا سر تھام لیا اور رمان نے نزدیک رکھا گلدان۔۔ تاکہ ہادیہ کی اگلی "تشریح" پر اسے جی بھر کے داد دے سکے۔۔

میرے وجود کی گہرائیوں میں ملتا ہے
وہ اک شخص جو تنہائیوں میں ملتا ہے

"ہائے 'بڑا مینا ہے "وہ اک شخص" لیکن یار سہانہ! محبت تو چلو تم نے کر لی 'کوئی بات نہیں۔۔ اس عمر میں جذبوں پر کنٹرول نہیں ہوتا لیکن کم از کم تمہیں "اس ایک شخص" سے تنہائیوں میں نہیں ملنا چاہیے۔ تم نے سنا نہیں 'تنہائی میں مرد اور عورت کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔۔"

"ہاں 'تم نے بالکل ٹھیک کہا۔۔" سہانہ نے تائید میں سر ہلایا۔۔

"جب بھی میں اس سے ملتی ہوں 'ہمارے درمیان تیسرا فرد یہ رمان ہوتی ہے۔"

"بکواس 'مجھے تم نے کب ہوا لگنے دی ان رقعوں اور ملاقاتوں کی۔۔ پتا نہیں کیسے کیسے گل کھلا کر اب بتا رہی اور ساتھ مجھ معصوم کو بھی گھسیٹ لیا ہے۔ تاکہ اگر پکڑی جائے تو میرا نام بھی نہ آئے کہ میں اس کی ساری ملاقاتوں میں برابر کی شریک تھی۔۔ توبہ توبہ 'مجھے جوتے کھانے ہیں تو کیا میں تمہاری خاطر کھاؤں گی؟ کود ہی ہمت کر کے کوئی "ایک شخص" نہ تلاش کر لوں گی۔۔"

"تم مانو نہ مانو 'چاہو نہ چاہو مگر یہ سچ ہے،، اس ایک شخص سے جب بھی میرا سامنا ہوا 'میں اکیلی نہیں تھی 'تم میرے ساتھ تھیں۔۔"

"ایسا کون ہو۔۔ ارے ہاں۔۔ یاد آیا۔۔" ذہن پر زور ڈالتے وہ اچھل پڑی۔۔

"وین پر تو ہم دونوں ہمیشہ اکٹھے جاتے ہیں تو کیا وین والے انکل۔۔ مگر یار۔۔ بونگیاں تو خیر تم بچپن سے مارتی آئی ہو۔۔ اس بار تم نے کوئی زیادہ بڑی بونگی نہیں مار دی؟ میرا مطلب ہے کہ ٹھیک ہے کہ رنگ تمہارا

زیادہ صاف نہیں 'آنکھیں بھی ریشم مار کہ ہیں۔۔

چلتی بھی دھپ دھپ کر کے ہو مگر اتنی گئی گزری بھی نہیں جو اس آٹھویں فیل 'چالیس پینتالیس سالہ گنجے انکل پر شکر لیا۔۔"

"یہ دکھانا ذرا۔۔" سہانہ نے بڑے تحمل سے سنا اور نارمل سے انداز میں اس کے ہاتھ میں تھا گلدان مانگا جسے اس نے فوراً ہی اسے پکڑا دیا اور سہانہ نے بھی اس کے سر پر رسید کرنے میں ذرا دیر نہ لگائی "

"اپنے دلی جذبات مجھ سے منسوب کرنے کی مذموم حرکت مت کرو 'سمجھیں۔۔ میری آنکھیں تمہارے مقابلے میں کم چھوٹی ہوئی ہیں مگر انہیں نظر سب کچھ آتا ہے 'سب پتا ہے مجھے۔۔ اس گنجو منجو انکل کی مٹکتی نظریں ساری وین میں کسے ڈھونڈتی ہیں اور کس کے لیے ڈیک پر وہ گانے بجتے ہیں،، ان دیکھی ان جانی سے 'بھولی بھالی سی دیوانی سی۔۔ اور وہ کون سوالا ہے جو بلا ناغہ لگتا ہے۔۔ ہاں،،، کل شب دیکھا میں نے چاند جھروکے میں۔۔

اور جس دن تم چھٹی کرتی ہو تو مکیش کے گانے لگے ہوتے ہیں۔۔

"جانے کہاں گئی وہ دن" اور

"بھولے سے محبت کر بیٹھا"، اس لیے تم میرا منہ نہ ہی کھلواؤ تو بہتر ہے۔۔"

رمان چپ چاپ سر سہلاتے ہوئے اسے خونخوار نظروں سے دیکھتی رہی،، اچانک دوڑ سے دروازہ کھلا اور۔۔ اور پورا کھلنے کی صرف کوشش کر کے رہ گیا کیونکہ آگے ہادیہ کے ہاتھ سے گلابی کاغذ جھپٹا اور اپنی گود میں رکھی کتاب میں چھپا لیا۔۔ رمان خاموشی سے اس کی یہ حرکت اور نومی کا بیزار چہرہ دیکھتی رہی،،

"یہ گٹھری تو اٹھاو رستے سے۔۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے بوری میں بند لاش پھینک رکھی ہو۔۔" اس نے دروازہ پورا کھولنے کے لیے زور لگایا تو ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتی ہادیہ بلبلا اٹھی،، کمر سہلاتے ہوئے ایک طرف

ہوئی۔

"تمہیں بڑی مصیبت ہوتی ہے لڑکیوں کی محفل میں گھسنے کی۔۔"

"اچھا تم لوگوں نے محفل جمار کھی ہے اور ادھر ہماری بھولی مائیں سمجھ رہی ہیں' بچیاں پڑھ رہی

"ہم پڑھ ہی تو رہے ہیں۔" رمان نے خجل ہو کر دائیں طرف ہاتھ مارا اور جو کتاب ہاتھ لگی 'اسے اٹھا کر کھول لیا۔

"بہت اچھے اکنامکس کا پیپر ہے اور ابن انشا کو پڑھا جارہا ہے۔"

تمہاری جرات کیسے ہوئی میرے کمرے میں آنے کی اور ہمیں ڈسٹرب کرنے کی۔ میں شام کو پاپا سے تمہاری شکایت کروں گی۔" وہ مارے کھسیاہٹ کے کھمبا نوچنے لگی۔

"میرے دوست آئے ہیں' اٹھ کے چار کپ چائے بنادو۔" نومی نے برادرانہ تحکم سے آرڈر دیا جسے رمان خاطر میں نہ لائی۔

"میں پیپر کی تیاری کر رہی ہوں' جا کر بھابھی سے کہو۔"

"وہ اسوقت ریحان بھائی کے ساتھ تو تو میں میں کھیل رہی ہیں۔ "

"سچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ میں ابھی جاتی ہوں۔ وہ دونوں لڑتے ہوئے کتنے مزے کی باتیں کرتے ہیں۔" ہادیہ بڑے شوق سے اٹھی مگر آڑے ترچھے پڑے فلور کشنز سے اٹک کر نومی کے اوپر گرتے گرتے بچی۔

"الٰہی خیر' کوہ گراں کیا میرے اوپر ہی گرنا تھا۔ شکر ہے بچت ہو گئی' ورنہ اس ملبے کے نیچے سے کون مجھے نکالتا۔"

"جاؤ نہیں جاتی میں۔" وہ پھر سے بیٹھ گئی۔

"یونہی ذرا سا ترس آ گیا تھا' سوچا میں ہی بنا ڈالوں تمہارے لیے چائے مگر اب منت بھی کرو گے تو بھی نہیں بناؤں گی۔"

"منت کرنے کی نوبت نہیں آئے گی کیونکہ میرے کسی بھی دوست کو نزلہ زکام نہیں ہے جو مجھے تمہارے ہاتھ کا بنا جوشاندہ انہیں پلانا پڑے۔ بڑی مہربانی آپکی عنایت، میں دیکھتا ہوں شاید بھابھی ہی رج گئی ہوں یا بھائی صاحب کے سیل ویک ہو گئے ہوں۔"

اسکے جانے کے بعد رمان نے شاہانہ انداز میں کشن سے ٹیک لگائی اور کتاب پر نظریں جما کے بیٹھی سہانہ کی طرف رخ کیا۔

"ہوں تو کیا انعام دو گی اگر درست نام بوجھ لوں تو؟"

"شاباش۔" اسنے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اپنے پاس ہی رکھو اپنی شاباش۔ کنجوس مکھی چوس۔"

"لو دل تھام کے سنو۔ مس سہانہ معظم کو کسی ایرے غیرے نتھو خیرے سے نہیں بلکہ آنسہ رمان شاہ کے بھائی سے محبت ہو گئی ہے۔"

"ایویں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟" ہادیہ نے اسکے بہانگ دہل دعوے کو ہوا میں مکھی کی طرح اڑانا چاہا مگر سہانہ کی شرمیلی مسکراہٹ اور دانتوں میں دوپٹے کا دبانا دیکھ کر سچ مچ دل تھام لیا۔

"سچی۔"

"مچی۔ کیوں سہانہ! صحیح پکڑا ناں میں نے؟"

"ہاں۔۔۔۔ مگر تمہیں کیسے پتا چلا۔"

www.Paksociety.com

تمہاری یہ بات بس ابھی ابھی ٹھیک طرح سے روشن ہوئی کہ تمہاری اس سے ہر ملاقات میری موجودگی میں ہوئی ہے لیکن یار! باقی سب توٹھیک ہے'میں نے بھی بھابھی کے لیے کوئی اونچا اسٹینڈرڈ نہیں بنا رکھا۔واجبی شکل وصورت والی بھابھی بھی مجھے قابل قبول ہوگی'اگر وہ مجھ سے بنا کر رکھے

لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر کا فرق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بے شک زیادہ نہیں مگر ہے تو سہی۔کہیں یہ کوئی پرابلم نہ پیدا کردے۔"

"خیر اتنا زیادہ فرق بھی نہیں۔تھوڑا بہت تو جائز ہوتا ہے۔اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ میں اپنے دل کی بات ان تک پہنچاؤں کیسے۔"

"اسی پریم پتر کے ذریعے۔ساتھ میں ایک گلاب کی ادھ کھلی کلی رکھ دینا۔"رمان نے پیٹھ تھپکی۔

"اور اگر تمہارے بھائی کو غصہ آگیا۔۔۔۔۔۔۔۔پھر؟

"خواہ مخواہ میں غصہ آجائے گا۔وہ حضرت تو تمہارا خط آنکھوں سے لگالگا کر پڑھیں گے۔آخر زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی نے خط لکھا ہوگا۔"

"اور۔۔۔۔۔۔۔اور اگر میں بری طرح ریجیکٹ کردی گئی تو۔۔۔۔۔۔۔نہیں نہیں مجھے کسی قسم کا کوئی کمپلیکس نہیں لیکن۔۔۔۔۔۔آخر انسان کی اپنی بھی تو کوئی پسند ہوتی ہے۔شائد تمہارے بھائی کو کوئی اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ارے کہاں سے ملتی کوئی اور'وہاں تو شکرانے کے نفل ادا کیے جائیں گے کہ کوئی آنکھوں والی اندھی پھنسی تو سہی۔ہونہہ!ریجیکٹ کرنے کا سوال تو تب پیدا ہوتا ہے جب سامنے لائن لگی ہوتی فدا ہونے والیوں کی۔لے دے کر ایک تمہاری عقل پر ہی پتھر پڑے ہیں۔"

کمال ہے میرا تو خیال تھا ہزاروں لڑکیاں مرتی ہوں گی۔"

"ہاں مر سکتی ہیں اگر وہ انکی موجودگی میں اپنے سڑے ہوئے جو گرز اور بساند بھری جرابیں اتارنے کی کوشش کرے تو۔"

"تم کس کی بات کر رہی ہو؟"سہانہ اس کھلی بے عزتی پر مشکوک ہوئی۔

"اپنے دلارے بھائی نریمان شاہ المعروف نومی کی جسکی لاٹری نکل آئی ہے تمہارے نام پر۔"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا۔سہانہ نے اسی یادگار گلدان سے ایک بار پھر اسکی تواضع کی۔

"تم یا تو یہ گلدان توڑ کے رہوگی یا میرا سر۔"اس نے دونوں ہاتھوں سے سر ڈھانپ لیا۔

"یہ تو سنا تھا کہ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے لیکن تم تو میرے ہی گھر میں بیٹھ کے کمال بے جگری کے ساتھ مجھ پر تشدد کر رہی ہو۔اگر اسوقت میں تمہارے گھر پر ہوتی تو پتا نہیں تمہاری جارحیت کس عروج پر ہوتی۔"

"غنیمت ہے کہ میں تمہارے گھر پر ہوں اور یہاں یہ چھٹانک بھر کی گلدانیاں ہیں۔میرے گھر میں رکھے ہیں من من بھر کے پیتل کے گملے اور صراحیاں،ان کے ایک ہی وار سے تمہارا کام تمام ہوجاتا۔تم نے حرکت ہی ایسی کی ہے کہ تمہارے ساتھ جو کیا جائے'کم ہے۔"

"میں نے کیا کیا ہے۔تم بتاؤ ہادیہ!ابھی اس نے منہ سے قبولا ہے کہ نہیں کہ یہ میرے بھائی پر بری نظر رکھتی ہے۔حشر نشر تو مجھے اس کا کرنا چاہیے کہ اسکی ہمت کیسے ہوئی میرے گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی۔کیا اس کے گھر پر باپ بھائی نہیں ہیں۔"

"اچھا اچھا زیادہ سنگیتا بننے کی کوشش مت کرو۔میں نے صرف یہ اقرار کیا تھا کہ ہاں'مجھے جس سے محبت ہوئی ہے'وہ تمہارا بھائی ہے۔مگر تمہارا صرف ایک بھائی تو نہیں۔"

"ریحان بھائی بھلے بھابھی سے تئیس گھنٹے چونچ لڑاتے رہتے ہیں مگر ان کی ایک گھنٹے کی محبت بھی اتنی مضبوط ہے کہ تمہاری قطعی کوئی گنجائش نہیں نکلتی ان کے جھگڑوں پر مت جانا'یہ صرف دنیا والوں کو دھوکا دینے

www.Paksociety.com

کے لیے ہے یا شائد نظر بد سے بچنے کے لیے کوئی کارآمد ٹوٹکا۔"

"خدایا کتھے جاواں۔" سہانہ نے منہ اوپر کر کے دہائی دی۔

"اوہ اللہ کی بندی! صحیح جگہ تیرا دھیان کیوں نہیں جاتا۔ وہ تمہارے تیسرے والے بھائی۔"

"کیا؟" رمان تو رمان' خاموشی سے ٹکٹکی باندھے نمکوٹو تکتی ہادیہ بھی ہل کے رہ گئی۔ اس طرف تو دونوں کا دھیان جا ہی نہیں سکتا تھا۔ جانا بھی نہیں چاہیے تھا۔ کہاں وہ۔۔۔۔۔۔۔ کہاں یہ۔۔۔۔۔ ایک مغرب' دوسرا مشرق۔

"تم تمہارا مطلب ہے کہ شایان شاہ۔۔ شانی بھائی۔۔" رمان نے بوکھلا کے پوچھا اور اثبات میں جواب ملنے پر ہاتھ اٹھا کر اس سے گلدان لیا اور خود اپنے سر پر مار لیا۔

بات تھی ہی کچھ ایسی کہ رمان اور ہادیہ سمیت خود سہانہ کو بڑی مشکل سے ہضم ہوئی۔ ایسا نہیں تھا کہ شایان شاہ یعنی رمان کے بھائی کوئی اعلیٰ ارفع چیز تھے۔ بے حد ڈراونی شخصیت رکھتے تھے یا پھر خونخوار مزاج کے مالک تھے۔ ہاں' بس ذرا لیے دیے رہنے کے عادی تھے۔ ڈانٹ ڈپٹ سے بالکل بخل سے کام نہیں لیتے تھے' نہ لحاظ سے' رمانہ سہانہ اور ہادیہ کو ایک ہی صف میں شامل کر کے یکساں "فرعونیت" سے نوازتے۔ رمان تو اکلوتی بہن ہونے کا فائدہ اٹھاتی۔ اگر شانی بھائی پل بھر میں مزاج ٹھکانے لگانے والی طبیعت رکھتے تھے تو ہتھیلی کا چھالہ بنا کر رکھنے والے ریحان بھائی جان' جان لٹانے والے پاپا اور دوستانہ مزاج رکھنے والی خولہ بھابھی بھی تو تھیں جو شایان شاہ کو بہن کا موڈ خراب کرنے کی پاداش میں باز پرس کر کے حساب برابر کر دیتے۔ اسی طرح ہادیہ بھی اپنی رونی صورت کی وجہ سے صاف بچ نکلتی۔ اس کے دیدوں سے پانی کچھ زیادہ ہی روانی سے چھلکتا تھا اور شایان آنسوؤں سے بڑا گھبراتے تھے' اس لیے اس کا واسطہ ان سے رمان اور سہانہ کی نسبت ذرا کم پڑتا تھا اور اس بار تو وہ باقاعدہ مہمان بن کر آئی تھی اس لیے خاص رعایت برتی جاتی۔

جبکہ اس کے برعکس سہانہ نے بقول اپنے خود زیادہ آ آکر اپنی قدر کھوئی ہے "اپنے گھر کی وہ رانی تھی۔ ماما اور

ڈیڈی کی چہیتی' اکلوتی اولاد' کسی نے کبھی اونچی آواز میں بات تک نہ کی تھی۔ بے تحاشہ لاڈ پیار نے اسے کچھ لاپرواہ سا' کچھ عجیب ڈھیلا سا بنا دیا تھا۔ ذہین تھی مگر ماما ڈیڈی کی جانب سے زیادہ پریشر نہ ہونے کی وجہ سے پڑھائی میں زیادہ توجہ اور دلچسپی نہیں لیتی تھی۔ اپنے گھر سے زیادہ "شاہ پیلس" میں دکھائی دیتی جو اسکے زیدی ہاؤس کے بالکل سامنے تھا۔ اس کی ماما اور رمان کی ماما فرسٹ کزن تھیں اور بیسٹ فرینڈز بھی۔ اتفاق سے دونوں ہی شادی کے کچھ عرصے بعد آمنے سامنے کے گھروں میں شفٹ ہو گئیں۔ یہ بھی اتفاق تھا کہ دونوں کے شوہر کنسٹرکشن کے بزنس سے تعلق رکھتے تھے۔ جلد ہی دونوں کزنز کی دوستی مستحکم ہو گئی' اپنے شوہروں کے تعلقات کی وجہ سے۔

معظم زیدی اور نائمہ زیدی کی سہانہ کے علاوہ کوئی اور اولاد نہیں تھی۔ سہانہ بھی بڑی منتوں اور مرادوں کے بعد شادی کے ساتویں سال ہوئی تھی جبکہ عنایت شاہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

دو بیٹوں کے بعد رمان' سہانہ کے پانچ چھ ماہ بعد پیدا ہوئی تو فریدہ نے ہنس کر کہا کہ سہانہ نے اپنے ساتھ کھیلنے کے لیے اپنی سہیلی کو بھی بلا لیا ہے۔

انکی بات سچ ثابت ہوئی۔ رمان اور سہانہ کی دوستی واکر میں بیٹھنے کی عمر کے ساتھ ہی پروان چڑھ گئی۔ ویسے بھی ریحان اور شایان اپنی بہن سے بالترتیب گیارہ اور آٹھ سال بڑے تھے اور سہانہ کا تو کوئی بہن بھائی تھا ہی نہیں' لہذا دونوں کو شروع سے ہی ساتھ ساتھ رکھا جاتا۔ یہ پہلے دونوں ماؤں کی مجبوری تھی' بعد میں ان دونوں کی ذاتی مجبوری بن گئی۔ اگرچہ رمان کے سال بعد ہی بقول فریدہ کے حادثاتی طور پر نریمان کی آمد بھی ہو گئی مگر اوپر تلے کے ہونے کی وجہ سے ان دونوں کی آپس میں ذرا نہ بنتی تھی۔ ریحان کی شادی کے چند مہینوں بعد ہی فریدہ عنایت شاہ وفات پا گئیں۔ ریحان کی دلہن خولہ بھابھی نے گھر کو بخوبی سنبھال لیا۔ دونوں کی شادی کو چار سال ہو رہے تھے اور ان کے دو پیارے سے بچے بھی تھے۔ خولہ خاصی خوش باش طبیعت

www.Paksociety.com

رکھتی تھیں۔ بذلہ سنج اور حاضر جواب۔ سگھڑ اور سلیقہ شعار بھی تھیں۔ سسر سے خوب گاڑھی چھنتی ۔نریمان اور رمان سے بھی دوستانہ تعلقات تھے اور تو اور سدا کے آدم بیزار شایان بھی ان کی صحبت میں کھل کے مسکرا اٹھتے۔ البتہ ریحان ہمیشہ بلبلاتے اور دہائیاں دیتے نظر آتے مگر کوئی کان نہ دھرتا۔ سب جانتے تھے کہ یہ صرف ڈرامہ بازی ہے۔ درحقیت ان کا خولہ بھابھی کے بغیر گزارہ ناممکن ہے۔

جو بھی تھا ان کی نوک جھونک اور پیار بھری تکرار سے گھر میں رونق لگی رہتی۔ ورنہ نومی تھا تو ہمیشہ کا گھر سے باہر رہنے کا شوقین۔ گھر میں ہوتا تو یا تو سویا ہوا پایا جاتا یا پھر کچن میں کچھ نہ کچھ کھاتے ہوئے۔ شایان تھے جو خوامخواہ کے رعب طاری کرنے کے خبط میں مبتلا تھے۔ بلا کے نفاست پسند اپنے سب معمولات لگے بندھے اصولوں پر انجام دینے والے، ایٹی کیٹس، مینرز اور تکلفات کا حد سے زیادہ خیال رکھنے والے ۔شایان کو نومی اور رمان کا کھلاڈلا اور لاپرواہ لائف اسٹائل ذرا پسند نہ تھا اور وہ حسب توفیق روک ٹوک کرتے رہا کرتے تھے جسے وہ دونوں قطعی خاطر میں نہ لاتے۔ اگر کبھی اعتراضات کی زد میں سہانہ بھی آجاتی تو اس کا نازک مزاج اور لاڈلا سا دل سہم جاتا۔ اسی لیے بچپن سے وہ شایان کے سامنے آنے سے کتراتی رہی۔ اگر کبھی آمنا سامنا ہو بھی جاتا تو لازماً بوکھلاہٹ کے مارے اس سے کوئی نہ کوئی حرکت ایسی ضرور ہو جاتی کہ شانی صاحب کی ڈانٹ سے تواضع ہوتی۔ یہی وجہ تھی کہ ان دونوں کے ناخوشگوار تعلقات سے بخوبی واقف رمان اور ہادیہ یہ حقیقت تسلیم کرنے سے انکاری تھیں کہ سہانہ کو محبت ہو سکتی ہے اور وہ بھی شایان شاہ سے جنہوں نے خود کو لائق محبت بنانے والا کوئی کام کیا بھی نہیں۔ (ان کی نظر میں)

ان کی حیرت زیادہ بڑی بات نہیں۔ سہانہ خود حیران بلکہ پریشان ہو کے رہ گئی تھی جب اس پر یہ انکشاف ہوا۔ پہلے تو وہ یہی سمجھ کر جھٹلاتی رہی کہ یہ ضرور ان کلاس فیلوز کے تبصروں کا کمال ہو گا جن کی رال شایان شاہ کو دیکھ کے ٹپک پڑی تھی۔

اس روز ان کے وین والے انکل نے شوقیہ چھٹی ماری تھی ڈیڈی ابھی سو رہے تھے وہ رات کو ہی اتنی لمبی ڈرائیو کر کے قصور سے واپس آئے تھے۔ اس نے اٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ ماما کو ڈرائیونگ آتی نہیں تھی۔ سہانہ کو ڈرائیو کرنے کی اجازت نہیں تھی اور ڈرائیور رکھنے کا ٹنٹا انہوں نے کبھی پالا نہ تھا۔ اور تو اور اسے رکشہ، ٹیکسی یا بس پر اکیلے سفر کرنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ وہ ماما کو بتا کر بیگ شانے پر لٹکا، سینے سے فائل لگائے رمان کو لینے پہنچ گئی۔ وہ بھی اس کے ساتھ وین پر جاتی تھی۔ اگر وین نہ آتی تو وہ دونوں یا تو ریحان بھائی سے درخواست کرتیں یا پھر اکٹھے رکشہ میں چلی جاتیں مگر وہاں جا کر مارے کوفت کے اس کا برا حال ہو گیا جب رمان کو سوتا پایا۔ بھابھی نے بتایا کہ اسے فلو کی وجہ سے بخار ہے۔

"ایسا بخار کبھی مجھے کیوں نہیں ہوتا۔" اسے اپنی قابل رشک صحت سے گلہ رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ من چاہی چھٹیاں بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"چلو آؤ، میں تمہیں چھوڑ دوں۔ بھابھی! میرا ناشتہ ابھی مت بنایئے، آکر کروں گا۔" اخبار پڑھتے ہوئے شایان نے اچانک اٹھ کر اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

"لیکن آپ تو ابھی۔۔۔ میرا مطلب ہے، آپ دس بجے آفس جاتے ہیں، مجھے کالج تک چھوڑنے اور پھر واپس آکر تیار ہونے اور دوبارہ نکلنے میں کہیں لیٹ نہ ہو جائیں۔" اسے یہ نعمت کی طرح ملی چھٹی ہاتھ سے نکلتی دکھائی دی۔

"تو پھر تم کالج کیسے جاؤ گی؟ ریحان بھائی تو کب کے نکل چکے۔ پتا نہیں انہیں آفس جانے کی اتنی جلدی کیوں ہوتی ہے۔"

"آپ بھی شادی کر لیں، پتا چل جائے گا۔ وہ آٹھ بجے گھر سے نکلتے ہیں، آپ تو فجر کے بعد ہی پہنچے ہوں گے۔" نومی نے تبصرہ کیا۔

"بکواس مت کرو۔" چبا چبا کر کہا گیا۔

"اور تم چھٹی کرنے کے ارادے مت باندھو کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر آدھ گھنٹے کی دیر ہو بھی گئی تو۔"

"فرق تو میری ایک دن کی چھٹی سے بھی نہیں پڑتا۔" وہ بڑبڑا کر رہ گئی اور نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ چاہتی تو صاف انکار کر کے الٹے قدموں اپنے گھر لوٹ سکتی تھی۔ ماما نے بھلا کیا کہنا تھا مگر یہاں آئے بغیر بھی تو گزارہ نہیں اور وہ جانتی تھی، کئی روز تک انہوں نے یہ غلطی معاف نہیں کرنی۔ ہفتوں تک اس ایک چھٹی کی وجہ سے بور ترین لیکچر سننے سے بہتر تھا کہ وہ چلی ہی جاتی۔

"یہ کیا ہے؟" گیئر بدلتے ہوئے شایان کی نگاہ اس کی گود میں دھری فائل پر پڑی تو ناگوار انداز میں پوچھا۔

"یہ۔۔۔ فائل ہے۔" اس نے بھی حیرت سے اس لاعلمی کے مظاہرے کو دیکھا۔

"لیکن اس کے اوپر کیا سجا رکھا ہے؟"

"میرے ہاتھ ہیں۔" اس نے ہڑبڑا کے دونوں ہاتھ پھیلا کے ان کے چہرے کے سامنے کیے۔ دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی کا لمبا سا ناخن ان کی آنکھ میں لگتے لگتے رہ گیا۔

"اسٹوپڈ! پیچھے کرو یہ۔" گھبرا کے انہوں نے چہرہ اور اس کے ہاتھ دونوں خاصے فاصلے پر کر دیے۔

"میں ان فضول تصویروں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ یہ کن جوکروں کی ہیں؟" اب سہانہ کی سمجھ میں آیا کہ یہ اشارہ فائل کی سطح پر رکھے اس کے مخروطی انگلیوں، ہلکی کاسنی نیل پالش سے سجے ناخنوں والے نازک سے ہاتھوں کی جانب نہیں بلکہ فائل کے ٹرانسپیرنٹ کور کے اندرونی طرف چسپاں اس کے فیورٹ ہیروز کی تصاویر کی جانب تھا۔

"جوکرز؟ یہ آپ کو جوکرز نظر آتے ہیں؟" وہ مارے صدمے کے فوت ہونے کے قریب ہو گئی۔

"یہ سلمان خان ہے، یہ ریتھک روشن اور یہ ارجن رام پال۔ اتنے ڈیشنگ ہیروز آپ کو ہی جوکرز نظر آ سکتے ہیں۔"

"تمہارے ان نام نہاد ڈیشنگ ہیروز کے پاس کیا پھٹی ہوئی بنیانیں بھی نہیں جو یہ پہن کر تن ڈھک لیتے۔" ان کے احساس دلانے پر وہ واقعی شرمندہ ہو گئی۔ اس کی گود میں دھرے کسرتی بدن کی نمائش کرتے، بازوؤں اور سینے کے مسلز دکھاتے ہیرو۔۔۔ اسے ڈھیر ساری خجالت اور شرم نے آن گھیرا۔ گھبرا کر فائل الٹی۔ نئی مصیبت، کرینہ کپور اور بپاشا باسو اپنے اپنے "پنڈے" دکھاتے ہوئے بلیک اینڈ وائٹ کنٹراسٹ کا شاندار نمونہ پیش کر رہی تھیں۔ اس نے سٹپٹا کے دیکھا۔ شایان کی ساری توجہ چوبرجی کی پر رونق ٹریفک کی جانب تھی۔ بڑی صفائی کے ساتھ اس نے اپنا دوپٹہ پھیلا کر ان بی بیوں کی ستر پوشی کی۔

"کالج میں یہ سب کیسے چل جاتا ہے کوئی کچھ کہتا نہیں ان فلمی بے ہودہ تصویروں والی فائلز کی نمائش کرنے پر۔ تم دونوں اکنامکس اور اسلامیات کی اسٹوڈنٹ ہو، کبھی سوچا ہے کہ اسی فائل میں تم اسلامیات کے نوٹس بھی رکھتی ہو۔ کیا یہ ان کی بے حرمتی نہیں؟۔"

وہ جواں اعتراضات پر چیں بہ جبیں ہو رہی تھی، اس بار سچ مچ شرمندہ ہو گئی مگر اظہار کرنے کے بجائے ترکی بہ ترکی کہہ دیا۔

"جب آپ کالج میں پڑھتے تھے تو آپ کے کمرے کی دیواروں پر بھی میڈونا اور شیرون اسٹون کے پوسٹرز لگے ہوئے تھے۔ اتنی کمزور یاداشت نہیں ہے میری سب یاد ہے۔"

"تب میں ریحان بھائی کے ساتھ روم شیئر کرتا تھا اور یہ شوق انہوں نے پال رکھے تھے۔" چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ گاڑی کالج کے سامنے رکی اور خرخراہٹ کی آواز کے ساتھ انہوں نے اس کی معلومات کی تصحیح کی۔

"اور آئندہ میں ایسی تصاویر ہرگز نہ دیکھوں تمہاری فائل پر سمجھیں۔"

"آئندہ کبھی میں آپ کے متھے لگوں گی تو آپ دیکھیں گے ناں۔" دل ہی دل میں آئندہ ان سے ٹاکرہ نہ ہونے کی دعائیں کرتے ہوئے اس نے تابعداری میں سر ہلا دیا پھر باہر نکلتے کے ساتھ ہی بجلی کے کوندے کی طرح ایک خیال اس کے دماغ میں لپکا۔ اس نے شیشے کے اندر منہ ڈالا۔

"آپ مجھے کالج تو چھوڑ کر جا رہے ہیں، میں واپس کیسے آؤں گی۔ میں نے ڈیڈی سے بات بھی نہیں کی۔ پتا نہیں وہ فری ہوتے ہیں کہ نہیں۔" دل میں ایک موہوم سی امید جاگی، شاید اب بھی چھٹی کے چانسز بن جائیں۔

"کوئی نہ کوئی بندوبست ہو جائے گا۔" انہوں نے کار پھر سے اسٹارٹ کر لی جو اس بات کا اشارہ تھا کہ اب وہ اندر دفعان ہو لیکن سہانہ یہ سوچ کر ہی لرز گئی کہ واپسی پر پھر ان کے ساتھ دس بارہ منٹ گزارنے پڑیں گے۔

"آپ نومی کو بھیج دیجیئے گا، بے شک وہ اپنی بائیک پر آ جائے۔" اچانک وہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلے اور اس کا بازو اپنی آہنی گرفت میں دبوچتے ہوئے گیٹ کی جانب تقریباً گھسیٹا۔

"تم اندر تو چلو واپسی کی فکر پہلے لگ گئی ہے۔ فائنل ایئر ہے اور ہفتے میں جب تک دو چھٹیاں نہ کر لو۔ تم دونوں کو چین نصیب نہیں۔ آج کے بعد میں خود چیک رکھوں گا تم دونوں پر۔ آنٹی اور بھابھی کو تم لوگ آسانی سے چکمہ دے دیتی ہو اور وہ رمان، مجھے تو شک ہے، ضرور اس نے مرچیں سونگھ کر چار پانچ چھینکیں ماری ہوں گی اور خود ساختہ فُلو طاری کر کے کمرہ بند کر لیا ہے۔ اسے تو میں جا کر پوچھتا ہوں، چلو تم اندر۔"

ایک دم انہوں نے اسے آگے کو دھکیلا۔ وہ لڑکھڑا سی گئی۔ سامنے نظر پڑی تو لڑکیوں کے جتھے کے جتھے حسب عادت گیٹ کے آس پاس موجود تھے۔ جو لڑکی صبح جلدی پہنچتی گیٹ کے قریب رُک کر اپنی فرینڈز کا انتظار کرتی۔ یوں پورا گروپ اکٹھا ہو کر کلاس کو رونق بخشتا۔ اس وقت بھی اس کی اپنی دونوں فرینڈز کے علاوہ شمائلہ لوگوں کا پورا بارہ رکنی گروپ اشتیاق سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ دوسری کلاسز کی لڑکیاں بھی تھیں، سب کی توجہ خود پر محسوس کر کے وہ کٹ کے رہ گئی۔ شایان شاہ کو اس عزت افزائی کے جواب میں اور تو کچھ نہیں دے سکتی تھی، جل بھن کے خدا حافظ کہا اور شکریہ ادا کرنا گول کر دیا اور بغیر مڑ کے دیکھے مرے مرے قدموں کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

"کس کے ساتھ آئی ہو؟۔"

"وین آج پھر نہیں آئی کیا؟۔"

"اکیلی کیوں ہو، رمان کو کیا ہوا؟۔"

بیک وقت چودہ پندرہ لڑکیوں کے سوالوں کے حملے سے وہ بوکھلا گئی۔

www.Paksociety.com

www.Paksociety.com

"یہ کون تھا جس کے ساتھ تم آج آئی ہو؟۔"

یہ وہ سوال تھا جو سب نے کورس کی صورت میں ادا کیا۔ سہانہ نے بادل نخواستہ مڑ کے دیکھا۔ کار جا چکی تھی۔ اس نے شایان شاہ کے حلیے کا تصور کیا۔ وہ جاگنگ کر کے بس بیٹھے ہی تھے کہ اس کے آنے پر خدائی فوجدار بن کر کالج چھوڑنے آ پہنچے۔ ڈارک گرین جاگنگ سوٹ، پسینے اور حدت سے تمتماتا چہرہ، پیروں میں چپل آتے ہی انہوں نے جاگرز اتار کے آرام کی غرض سے یہ ہوائی چپل پہنی تھی۔ سہانہ کا دل برا ہو گیا۔

"انہیں بھی میرے ساتھ ضرور ہی آنا تھا اور وہ بھی اس بے کار حلیے میں، اس طرح پھوں پھاں کرتے ہوئے۔"

"یہ۔۔۔" برا سا منہ بناتے ہوئے اس نے جواب دیا۔ "رمان کے بڑے بھائی ہیں۔"

"یعنی تمہارے کزن؟۔" اس سوال پر وہ ٹھٹکی پھر ہولے سے سر ہلا دیا۔ دراصل اپنی اور رمان کی دوستی میں وہ یہ بھلا ہی دیتی تھی کہ دونوں کی مائیں فرسٹ کزن تھیں اور اس حوالے سے ان میں رشتے داری بھی بنتی ہے۔ اس کے نزدیک تو صرف یہ دوستی ہی اہم تھی، باقی سب پس پشت چلا جاتا تھا۔

"کیا ڈیشنگ کزن ہے یار۔۔۔ ہائے کاش ہمارا بھی کوئی ایسا کزن ہوتا۔" شمائلہ نے سرد آہ بھری

"اللہ نہ کرے۔" سہانہ نے جھرجھری لی۔

"میں تو سمجھی تھی کہ بس میرے ہی خاندان کے سب لڑکے ہینڈسم ہیں مگر۔۔۔ دراصل تم اور رمان دیکھنے میں تو عام سی ہو، کبھی گمان تک نہیں ہوا کہ رمان کا بھائی اتنا حسین و جمیل بھی ہو سکتا ہے۔"

"تمہاری رال کیوں ٹپک پڑی۔" سدرہ نے خواہ مخواہ شمع کو لتاڑا۔

"میری کیوں ٹپکے گی۔ میں نے کیا پہلی بار کوئی ہینڈسم شخص دیکھا ہے۔ میری تو فیملی بھری پڑی ہے یونانی شہزادوں سے۔"

"مگر تمہارے آباؤ اجداد کا تعلق تو لکھنو سے تھا۔ تم خود بتاتی ہو پھر یہ یونانی خون کی آمیزش کیسے ہوئی۔" سہانی نے ہونق پن سے پوچھا۔ اس کی ہوائیاں تو ان لڑکیوں کی زبانی شایان کی تعریفیں سننے کے بعد ہی اڑ گئی تھیں۔

"مائینڈ یور لینگویج۔ میرے بڑوں تک پہنچنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" تنک مزاج شمع تنک کر بولی۔

"تم ہر جگہ اپنا کھاتہ کھول کر مت بیٹھ جایا کرو۔" شمائلہ نے ناگواری سے ٹوکا۔

"ہاں تو سہانہ! تم کیا بتا رہی تھی ان حضرات کے حدود اربعہ کے بارے میں۔"

"حدود اربعہ؟ یہ جیتا جاگتا انسان ہے بھئی! کوئی قرعہ اندازی کی سکیم میں نکلنے والا پلاٹ نہیں۔" وہ ان لڑکیوں کی اتنی دلچسپی پر اکتا گئی۔

"ہائے! کاش یہ لاٹری میرے نام نکل آئے۔" دو تین حسرت آمیز آہیں ابھریں۔

"نام کیا ہے، کرتے کیا ہیں؟"

"شایان۔"

"واہ۔ شایان شاہ۔ جیسا بارعب نام، ویسی ہی متاثر کن شخصیت۔"

"اپنے پاپا کے ساتھ بزنس کرتے ہیں، ایم بی اے کر رکھا ہے۔" اس نے اگلے سوالوں کا بھی بے دلی سے جواب دیا۔

"کوئی منگنی وغیرہ، کوئی چکر شکر؟"

"منگنی تو نہیں ہوئی اور چکر۔۔۔" وہ سوچ میں پڑ گئی کہ کیا جواب دے۔ بھلا اسے شایان شاہ کے ذاتی معاملات سے کیا سروکار۔ ابھی وہ "پتا نہیں" کہہ کر بحث ختم کرنا ہی چاہتی تھی کہ سدرہ نے بم پھوڑا۔

"اب یہ اپنے منہ سے کیسے بتائے کہ چکر اسی کے ارد گرد لگ رہا ہے۔" سب کی ہلکی سی چیخیں نکلیں اور خود سہانہ نے ایک فلک شگاف چیخ بلند کی۔

"ہائے! نہیں، ہرگز نہیں، اللہ نہ کرے۔ کیوں، مجھے بے موت مارنا ہے۔"

"اب نخرے نہ کرو دال میں صاف کالا کالا بلکہ سیاہ نظر آرہا ہے۔ سامنے تین درجن لڑکیاں، ایک سے بڑھ کر ایک کھڑی ہو اور ایک شخص نظر اٹھا کہ نہ دیکھے بلکہ اس کی ساری توجہ اپنے ساتھ چلتی ایک کم صورت لڑکی کی طرف ہو جس نے کڑوی کسیلی دوائی پینے کے بعد والا منہ بنا رکھا ہو تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس شخص پر تعویز اثر کر گئے ہیں۔ ہاں بھئی! دل آئے گدھی پر تو پری کیا چیز ہے۔"

سہانہ کا بس نہ چل رہا تھا کہ سدرہ کا منہ کس بات پر نوچے۔ اسے کم صورت اور گدھی کہنے پر۔ یا اسے شایان کی منظور نظر ٹھہرانے پر۔ وہ پھنکارتی ہوئی ایک ایک کا چہرہ دیکھتی رہی اور ہر چہرے پر رشک و حسد کے تاثرات دیکھ کر اس کو ایک کمینی سی راحت ہوئی۔ مکارانہ مسکراتے ہوئے اس نے ناز سے بال جھٹکے۔

"اب جس کا جو چاہے وہ سمجھے، میں ایک ایک کو وضاحت تو پیش نہیں کر سکتی۔" اس کے لہجے میں خود بخود ہی "بیوٹی کوئین" والی رعونت در آئی۔ اس بے نیازی پر شمع جل جل گئی۔

"آج راز کھلا ہے تمہاری رمان سے پکی دوستی کا۔"

"اے شمع! خبردار جو میری اور رمان کی دوستی کے بارے میں کچھ الٹا سیدھا کہا تو۔ رہی بات شانی بھا۔۔۔" وہ شانی بھائی کہتے کہتے رک گئی۔ اتنی جلد وہ ان کی غلط فہمیاں دور کر کے ان کے سینوں میں ٹھنڈ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

"شایان تو ہیں ہی اتنے کیرنگ اور پھر میرے کزن ہیں۔ کبھی بھی، کہیں بھی میرے ساتھ آجا سکتے ہیں تم کوئی غلط مطلب مت نکالو۔"

وہ گھبرا سی گئی جب شایان نام ادا کرتے ہی اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی اور وہ سارا دن دل کی ایسی ہی بے ایمانیوں پر حیران ہوتے ہوئے گزرا۔ وہ اتنی جلد باز نہیں تھی کہ راتوں رات کوئی نتیجہ اخذ کر لیتی۔

ابتدا نے اس نے اپنے اندر اٹھنے والی ان تبدیلیوں کی وجہ سدرہ اور شمائلہ وغیرہ سے ہونے والی گفتگو کو سمجھا لیکن کئی دن گزرنے کے بعد بھی جب دل اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا، اس کی تمام تر ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود تو وہ ہار گئی اور ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اس کے پیٹ میں کوئی بات ٹکی رہتی۔ وہ تو شائد بہت پہلے ہی رمان کو بتا دیتی، اگر یہ ہادیہ نہ ٹپک پڑتی۔ ہادیہ، رمان کی چچازاد تھی۔ سہانہ کی طرح وہ بھی رمان کی اچھی دوست تھی بلکہ سہانہ کے ساتھ بھی اس کی اچھی نبھ جاتی تھی۔ خاصی بے ضرر سی، بدھو سی لڑکی تھی۔ ویسے پڑھائی کی حد تک بہت جینئس تھی۔ سہانہ اور رمان سے ڈیڑھ سال چھوٹی ہونے کے باوجود ان کے ساتھ پڑھتی تھی جبکہ اس کے ساتھ کا نومی اب سیکنڈ ائیر کے امتحان دے پایا تھا۔ وہ کویت میں پلی بڑھی پھر یہاں آکر میٹرک کے ایگزمز دینے کے بعد انٹر تینوں نے اکٹھے ہی کیا۔ یہ دونوں سیکنڈ ڈویژن لا کر بی اے کرنے میں جت گئیں جبکہ ہادیہ پڑھاکو نے اچھے مارکس لے کر کیئرڈ کالج میں بی ایس سی میں ایڈمشن لے لیا۔

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

انہی دنوں اس کے پاپا کو بزنس کی وجہ سے دوبارہ کویت شفٹ ہونے کا فیصلہ کرنا پڑا، جونکہ ہادیہ کا فائنل ائیر تھا، اس لئے انھوں نے اسے عنایت شاہ کے گھر چھوڑ دیا تاکہ وہ فائنل ایگزمز دے کر بعد میں آجائے۔ چونکہ سہانہ نئی نئی محبت میں مبتلا ہوئی تھی، اس لئے ہادیہ کی آمد پر ٹھٹک سی گئی۔ اسے اس کے یہاں ٹھہرنے میں کوئی گہری سازش نظر آتی تھی۔ اسے اس کا پڑھائی میں جتے رہنا سراسر ڈرامہ لگتا، شایان کی توجہ حاصل کرنے کا ڈرامہ۔ جب وہ اس کی تعلیم میں دلچسپی کی مثالیں دے کر ان دونوں کو شرمندہ کرتے تو وہ کچا چبا جانے والی نظروں سے اس چار چشمی کو دیکھتی رہتی لیکن آہستہ آہستہ اسے ہادیہ کے بے ضرر ہونے کا یقین ہو گیا۔

اس لڑکی کی عقل صرف پڑھائی کے معاملے میں چلتی تھی، اس کے علاوہ ہر معاملے میں جواب دے جاتی تھی اور جس دن پہلی بار شایان نے لحاظ و مروت کا پردہ چاک کرتے ہوئے اپنی ساری تکلفانہ مہمان نوازی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسے کھری کھری سنا ڈالیں کہ اس نے بلا اجازت ان کا پی سی کیوں استعمال کیا اس دن سہانہ نے بھی اپنے دل میں پلتی کدروت کا گلا گھونٹ دیا۔

اس کے ٹھیک دو روز بعد ہی شایان نے ایک بار پھر ہادیہ کی کلاس لے ڈالی۔ اس کے بے تکے پھیلتے وجود کو زیر بحث لا کر، اس دن تو سہانہ نے باقاعدہ لڑیاں ڈالیں (بند کمرے میں) اور تب تو دونوں کی پکی پکی دوستی (پھر سے) قائم ہو گئی جب شایان نے سرعام ہادیہ شاہ کو ایک ڈفر، جنرل نالج سے عاری اور سست لڑکی قرار دیا۔ وہ تو یہ انکشاف کر کے چلتے بنے۔ چھم چھم نیر بہاتی ہادیہ کو لپک کر سہانہ نے سینے سے لگا لیا اور چٹاچٹ اس کی بلائیں لے ڈالیں۔ اب چونکہ اسے ایسا کوئی خطرہ لاحق نہیں رہا تھا، اس لئے اس نے یہ راز ہادیہ کے سامنے ہی اگلنے میں کوئی عار نہ سمجھا۔

☆☆☆☆

؎ نظر کا تیر جگر میں رہے تو اچھا ہے

یہ گھر کی بات ہے، گھر میں رہے تو اچھا ہے

رمان نے اس کے شانے پر بازو پھیلاتے ہوئے دل سوزی سے کہا۔

"تم یہ جو رکشوں کے پیچھے سے شعر پڑھتی رہتی ہو ناں، یہ مجھے مت سنایا کرو۔" اس نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو جھٹکا۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے۔ واقعی گھر کی بات گھر میں رہنی چاہئیے، زمانے بھر میں ڈھنڈورا پیٹنا تو بری بات ہے۔" ہادیہ نے طرفداری کی۔

"ایک تو تمہارے شعر ہی کم نہیں کلیجہ دھواں کرنے کے لئے، اوپر سے اس کی تشریحات۔۔۔ ایسا لگتا ہے پھونکنی لئے دبی ہوئی چنگاریاں برآمد کر رہی ہو۔" سہانہ نے بال نوچے۔

"اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کرتی مر جانا تم دونوں، میرے مسئلے کا حل مت نکالنا۔"

"مسئلہ تو تم خود ہو اور مصیبت تمہارا دل ہے جو بڑی غلط جگہ اٹک گیا ہے۔ اس کا واحد حل تو یہ ہے کہ تمہاری جوتیوں سے تواضع کی جائے تاکہ تم از خود اس محبت سے توبہ کر لو۔"

"جب تمہیں کسی سے محبت ہو گی، تب دیکھوں گی۔"

"کیا دیکھو گی؟"

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تمہارا سر۔ ظاہر ہے یہی دیکھوں گی کہ تم کرتی کیا ہو۔"

"کرنا کیا ہے، وہی جو اچھی بیویاں کرتی ہیں۔ کیونکہ یہ تو طے ہے کہ مجھے محبت شادی کے بعد ہو گی وہ بھی اپنے شوہر سے۔" رمان نے اعلان کیا جس پر سہانہ نے ناک بوں چڑھائی۔

"بڑی مہربانی اس وضاحت کی کہ آپ کو محبت شادی کے بعد اپنے شوہر سے ہو گی ورنہ ہم یہی سمجھتے رہتے کہ شادی کے بعد جٹھانی کے تایا سے ہو جائے گی۔"

"محبت اوروں کو بھی ہوتی ہے مگر تمہاری تو لگتا ہے سچ مچ مت ماری گئی ہے۔ واہی تباہی بکے جا رہی ہو۔"

"تو کچھ کرو نا میرا، میری اچھی بہنا۔" وہ بے بس ہو گئی۔

"چھوٹی بہنا کہو۔" وہ اترائی۔

"اچھا چھوٹی، ننھی منھی بہنا، کچھ تو کرو کہ میرے دل بے چین کو قرار آئے۔ مجھے امید کا کوئی جگنو، آس کی کوئی تو تتلی تھماؤ۔"

"اتنی ننھی ننھی جانوں کا تم کیا کرو گی؟" ہادیہ کو فکر لگ گئی۔ "بے چارے بے زبان جگنو اور تتلی۔"

"محترمہ ہادیہ خاتون! کیا آپ کچھ دیر کے لئے ہمیں تنہا چھوڑیں گی؟" بڑے ضبط کے ساتھ اس نے کہا۔

"خاتون۔۔۔؟ شرم کرو میں تم دونوں سے ڈیڑھ سال چھوٹی ہوں اور تم دونوں دھڑلے سے مجھے خاتون۔۔۔ اور رہی بات یہاں سے جانے کی تو ٹھیک ہے، چلی جاتی ہوں۔ ویسے بھی بڑوں کی محفل میں بچوں کا کیا کام۔ تم لوگ باتیں بھی تو ایسی کر رہی ہو جس سے مجھ جیسی معصوم بچی کے اخلاق کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔" بڑے آرام سے وہ کتابیں اٹھا کے چلتی بنی۔

"ہاں تو بچہ! کیا ہے تیرے من کی مراد؟" رمان کسی کیانی سادھو سنت کی طرح جھوم کے بولی۔

"یہی کے تو اپنے سوہنے ویر کو گھوڑی پر بٹھا کے ہمارے گھر کی طرف روانہ کر دے۔"

"ہمارا ویر آنکھ، کان اور دماغ رکھتا ہے اور خوش قسمتی سے دوسروں کی نسبت کچھ زیادہ ہی چالو رکھتا ہے۔ اس کو چابی بھر کے تو میں تمہارے گھر کی طرف روانہ نہیں کر سکتی اور پھر وہ ایک عدد زبان بھی رکھتا ہے۔ اگر پوچھ بیٹھا "نی بھینے! ایدھر کی اے؟" (اے بہن! ادھر کیا ہے؟) تو میں کیا کہوں گی کہ "ہائے ویر! ایدھر کُھ وی نیئں۔"

"تم چاہتیں ہی نہیں کہ میں تمہاری بھابھی بنوں۔" وہ ردنکھی ہو گئی۔

"یار! میرے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔" وہ بھی سنجیدگی سے سمجھانے لگی۔ "یہ تو اب شانی بھائی پر منحصر ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ تم کسی طرح اپنی بات ان تک پہنچاؤ اور دعا کرو کہ جو پتھر تمہاری عقل پر پڑے ہیں، ان میں سے تھوڑے سے ان کے حصے میں بھی آ جائیں۔"

"یہی تو مصیبت ہے کہ کہوں کیسے؟ ہماری اتنی فرینک نیس نہیں کہ منہ پھاڑ کہ آئی لو یو کہہ دوں۔ یار! میں نے تو کبھی ان سے حال تک نہیں پوچھا۔

"یہ تو تمہاری بدتہذیبی ہے۔"

"تم مجھ میں کیڑے نکالنے کے بجائے یہ بتاؤ کہ میں کیسے اپنے دل کی بات ان تک پہنچاؤں؟"

"کچھ بھی کرو مگر وہ فلمی ہتھکنڈے مت آزمانا جو تمہیں بڑے پسند ہیں۔ میرا بھائی اس ٹائپ کا نہیں ہے۔"

"تو تمہارا مطلب ہے کہ میں اس "ٹائپ" کی ہوں۔" وہ ذرا سی گرم ہوئی پھر مصلحتاً نرم پڑ گئی۔

www.Paksociety.com پاک سوسائٹی ڈاٹ کام www.paksociety.com

"تو پھر تم ہی مشورہ دو، کیسے بیڑا پار ہو۔"

"بہت احتیاط سے، بہت نزاکت سے۔۔۔تاکہ بیڑا پار ہو نہ کہ غرق ہو۔ پہلے تو تم اپنی وہ ساری حرکتیں ترک کردو جس سے شانی بھائی چڑتے ہیں۔"

"یار! میری ایسی کون سی حرکت ہے جس سے وہ نہیں چڑتے۔" وہ بیچارگی سے بولی۔ "اگر ایک ایک کر کے ایسی ساری حرکتیں ترک کردیں تو پھر تم مجھے بے حس و حرکت پڑا دیکھو گی۔"

"محبت پانے کے لئے بڑا کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ تم کیا دو چار بے تکی واہیات حرکتیں نہیں چھوڑ سکتی۔ زیادہ نہیں تو کم از کم فلمیں دیکھنا اور حلق پھاڑ پھاڑ کر گانے گانا چھوڑ دو۔ چلو چھپ چھپ کے شوق پورے کر لینا مگر "شاہ پیلس" میں آنے کے بعد یوں ظاہر کیا کرو جیسے تمہیں پتا ہی نہیں فلمیں ہوتیں کیا بلا ہے۔ تمہیں کچھ خبر نہیں، ایشوریہ رائے ایکٹرس ہے یا شہزاد رائے کی بہن۔ نرما ڈانسر ہے یا کپڑے دھونے کے صابن کا نام۔"

"ٹھیک ہے ہو جائے گا، اور کچھ؟"

"اپنے چلنے کا اسٹائل چینج کرو۔ ایک تو تم مینڈک کی طرح پھدک پھدک کر چلتی ہو تاکہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ فاصلہ طے کرلو اور اگر آہستہ آہستہ چلنے کو کہا جائے تو یوں چپل گھسیٹتی ہو کہ الامان۔ تمہیں پتا ہے کہ شانی بھائی کو چپل گھسیٹنے کی آواز سے کتنی چڑ ہے۔"

"تم نے میری ہرنی سی چال کو مینڈک سے تشبیہ دے کر اچھا نہیں کیا لیکن چونکہ تم یہ مشورے میرے بھلے کے لئے دے رہی ہو اس لئے مان لیتی ہوں بلکہ تم کہو تو میں ان کے سامنے چلا ہی نہ کروں، بیٹھی رہوں۔" اس نے تابعداری کی حد کر دی۔

"ہاں تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ لڑکی پر فالج گر گیا ہے اور ہاں، اب یہ بونگیاں مارنی بھی چھوڑ دو۔ کم بولا کرو مگر اچھی نپی، تلی بات کیا کرو۔ یہ تاثر دو کہ تم بہت ہی ذہین و فطین ہو اور بہت سلجھی ہوئی بامعنی گفتگو کرتی ہو۔ پتا ہے ذہانت شانی بھائی کی کمزوری ہے۔"

"اور حسن میری طاقت۔" سہانہ نے گردن اکڑائی۔

"تم نے پھر بونگی ماری، میں نے ابھی تاکید کی ہے کہ بے سر پیر کی بات مت کرنا۔" اس کی کڑوی بات کو سہانہ نے ایک بار پھر مصلحت کے شیرے میں لپیٹ کر چپ چاپ نگل لیا۔

"چند ایسے شوق اور مشاغل پالو جو بڑے نفیس اور شاعرانہ، فنکارانہ سے ہوں۔ جیسے مصوری، افسانہ نگاری، مطالعہ، شاعری وغیرہ وغیرہ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک آدھ گھریلو شوق بھی اختیار کرلو۔ مثلاً کوکنگ، پیکنگ وغیرہ کے جوہر دکھاؤ۔ ان کے کمرے کو وقت نکال کر دل سے سنوارو، سجاؤ، اپنے سگھڑاپے کے جھنڈے گاڑو۔"

"یعنی ہر طرح سے ایک بی بی بچی بن کے دکھاؤں۔ یہ تو بہت مشکل ہے یار! مصوری کیا خاک کرنی ہے۔ سیدھی لائن تک تو کھینچی نہیں مجھ سے اور افسانہ نگاری۔۔۔ تمہیں تو پتا ہے، برسات کا ایک دن اور میرا پسندیدہ کھیل جیسے موضوعات پہ میں پچاس سطروں کا مضمون تک خود سے نہیں لکھ سکتی۔ ہمیشہ رٹے مارے ہیں۔ یہی حال شاعری کا ہے، مجھے تو وزن میں بات تک نہیں کرنا آتی۔ مصرعے کیا بناؤں۔ ہاں مطالعہ کیا جا سکتا ہے بلکہ کرتی تو ہوں۔ ہر مہینے چار ڈائیجسٹ آتے ہیں گھر پر اور رضیہ بٹ کے سارے ناول بھی کالج لائبریری سے لے کر پڑھ رکھے ہیں۔"

"اس قسم کے مطالعے کے رعب میں میرا بھائی نہیں آنے والا۔ اس پر اپنی قابلیت کا سکہ جمانا ہے تو سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، الطاف فاطمہ، اشفاق احمد، شکسپئیر، ورڈز ورتھ اور چارلس ڈکنز کی تصنیفات پڑھو۔"

"میری توبہ۔ ہاں یہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کتابوں کو کھول کے بیٹھی رہوں۔ انھیں کیا پتا چلے گا کہ پڑھ رہی ہوں یا نہیں اور وہ کگنگ۔۔۔ یہ سب سے مشکل کام ہے۔ مجھے صرف چائے بنانا آتی ہے اور تمھیں یاد ہے ایک بار مہمان آنے پر میں بڑی شان سے ٹرے سجا کے ڈرائینگ روم میں لے گئی۔ سارے کپ ساسر میں رکھے، چینی ڈالی، دودھ انڈیلا اور جب ٹی پاٹ اٹھا کہ کپ میں قہوہ ڈالنا چاہا تو ٹی پاٹ اٹھاتی چلی گئی، اٹھاتی چلی گئی مگر ایک قطرہ تک نہ نکلا۔ میں چائے کے لئے قہوہ تو دم کرنا ہی بھول گئی اور تمہارے بھائی کے کمرے میں مذید سنورنے کی گنجائش ہے ہی کب جو میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کروں۔ کپڑے ان کے سارے کے سارے ڈرائی کلین ہو کے آتے ہیں۔ مجال ہے جو کوئی ایک چیز ادھر سے ادھر رکھی ہو۔ سب اپنے اپنے مقام پر نفاست اور قرینے سے موجود۔ اپنی طرف سے تو میں یہی کر سکتی ہوں کہ آرائشی قمقمے یا جھنڈیاں لا کر سجا دوں اور تو کسی چیز کی کمی نظر نہیں آتی۔ نہ ڈیکوریشن کی، نہ صفائی کی، نہ توازن کی۔"

"میرے پاس ایک سو ایک طریقے ہیں تمہارا بیڑا پار کرنے کے لئے لیکن تمہارے پاس ایک ہزار ایک طریقے ہیں ان سب سے کنی کترانے کے لئے۔ کر چکیں تم محبت کا امتحان پاس۔ ایک آدھ سپلی آنے کا ڈر ہو تو میری ٹیوشن کام بھی آئے، تمہارے جیسی نکمی شاگرد کا تو سب مضامین میں صفر لینے کا امکان ہے۔"

"اچھا اب تم جو کہو گی، میں وہی کروں گی۔ اعتراض کرنا یا بہانہ بنانا تو دور کی بات، میں چوں تک نہیں کروں گی۔"

"اچھا، پھر سنو۔ شرطیہ نتائج والے نسخے بتا رہی ہوں۔"

☆☆☆☆

"کتنی بری بات ہے یہ روز روز کی چھٹیاں کرنا۔" کلف زدہ سفید دودھ یونیفارم میں، نیلی پٹی والا دوپٹہ سر پر جمائے، وہ منہ اور آنکھیں دونوں یکساں پھاڑے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی شایان شاہ آتے نظر آئے اس کا بٹن آن ہو گیا اور رمان کا رٹا یا ہوا سبق وہ فر فر سنانے لگی۔

"کچھ اندازہ ہے کہ اس سے تمہاری پڑھائی پر کتنا برا اثر پڑے گا۔ نہیں، میں یہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی، میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے اپنا مستقبل مخدوش کرتے نہیں دیکھ سکتی۔ میں تمہاری دوست ہوں اور دوست وہی اچھا جو درست مشورہ دے۔ مجھے زبردستی بھی تمہیں کالج لے جانا پڑا تو میں لے کر جاؤں گی۔ یہی تو وقت ہے محنت کا، کچھ کر دکھانے کا، آگے بڑھنے کا۔ علم کی لگن ہو تو یہ چھوٹی موٹی تکالیف اور بیماریاں راہ کی رکاوٹ نہیں بنتیں۔ یاد ہے، کل مجھے ایک سو تین بخار تھا مگر میں کالج آئی تا کہ انگلش کا ٹیسٹ دے سکوں جس کی تیاری رات بھر جاگ کر کی تھی۔ تعلیم کے بغیر انسان کچھ۔۔۔"

"یہ کیا پٹیاں پڑھا رہی ہو میری بہن کو۔" اس کے قریب رک کر انھوں نے پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ کہا۔ سہانہ ایک دم چپ ہو کر انھیں دیکھنے لگی۔ وہ جاگنگ کر کے آ رہے تھے اوت آج بھی ان کا چہرہ حدّت سے تمتمایا ہوا سا لگ رہا تھا۔ ڈارک گرین جاگنگ سوٹ میں کسرتی بدن، دراز قد اور گندمی رنگت بے حد نمایاں ہو رہی تھی۔

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

"اب بولتی کیوں بند ہو گئی ہے۔ دیکھو سہانہ بی بی! تمہیں اس روز بھی سمجھایا تھا کہ پڑھائی میں دلچسپی لو۔ یہ تمہارا فائنل ائیر ہے، بجائے اس کے کہ تم خود سریس ہو۔۔۔ تم اس بے وقوف رمان کو بھی اکسا رہی ہو۔ ضرور شاپنگ یا کسی فرینڈ کی طرف جانے کا پروگرام بن رہا ہو گا جس کے لئے تم اسے کالج جانے

سے روک رہی ہو"

"کیا۔۔ میں۔۔؟ میں تو۔۔" وہ ہکلا کے رہ گئی۔

رمان اور سہانہ نے سٹ پٹا کر ایک نظر ان کے چہرے کو دیکھا جو خطرناک حد تک سنجیدہ تھا مذاق کی ہلکی سی رمق بھی نہ تھی اور دوسری نظر اپنی ہونق شکلوں پر ڈالی۔

"لل۔۔ لیکن میں تو۔۔ میں تو۔۔" وہ ہکلا کے رہ گئی۔ سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کیا وہ جوش خطابت میں کچھ اُلٹا سیدھا کہہ گئی ہے یا شایان نے کوئی نفیس مذاق فرمایا ہے۔

"کیا کہا؟" انہوں نے کانوں سے ایر فون نکالے اور پاکٹ میں سے مختصر ساواک میں نکال کر بٹن آف کیا۔ وہ دونوں تو یہ بھول ہی گئی تھیں کہ وہ ہمیشہ سے جاگنگ کے دوران میوزک سننے کا عادی ہے بقول ان کے اس سے تھکن کا احساس نہیں ہوتا اور بغیر کسی بوریت اور اکتاہٹ کے وہ حسبِ منشا نتائج حاصل کرنے کے لیے ڈیڑھ دو گھنٹے کی واک اور جاگنگ کر لیتے ہیں۔

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ۔۔۔ کہ۔۔۔ کچھ نہیں۔" اسے دوبارہ سے یہ تقریر جھاڑنا دشوار لگا۔ سارے الفاظ گڈمڈ ہو گئے تھے۔ ویسے بھی وہ تو رمان کے کہنے کے مطابق یہ سب ایسے کہنا چاہتی تھی کہ شایان کو لگے، یہ

سب وہ ان کی لاعلمی میں ان کو جتائے بغیر کہہ رہی ہے۔ نہ کہ یہ محسوس ہو کہ وہ انہیں متاثر کرنے کے لیے کر رہی ہے، اس لیے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی۔

"پرسوں شانی بھائی کی برتھ ڈے ہے اور ہم تینوں کو انہیں گفٹ دینا ہے۔"

"وہ کیوں؟"

"امپریش جھاڑنے کے لیے بدھو۔"

"لیکن وہ تو میرا دردِ سر ہے تم دونوں کس خوشی میں۔۔"

"وہ اس لیے کہ میں تو ظاہر ہے ان کی اکلوتی بہن ہوں اور ہادیہ اس لیے کہ وہ کزن ہے۔ اب اگر تم اکیلی انہیں گفٹ دیتی ہو تو تمہیں تو پتا ہی ہے میرے بھائی کے مزاج کا، وہ کوئی نومی کی عمر کے لڑکے تو ہیں نہیں کہ تمہارا گفٹ پا کر کدکڑے لگاتے پھریں گے۔ پہلا خیال ان کے دماغ میں یہی آئے گا کہ اس لڑکی نے آخر مجھے گفٹ کس لیے دیا جب کہ پہلے بھی میری کئی برتھ ڈے گزری ہیں جو اس کے علم میں تھیں پھر آج سے پہلے تو کبھی دھیلے کی مونگ پھلی تک دی تو یہ گفٹ۔ اور میں تمہیں کتنی بار سمجھاؤں کہ تمہیں ان کی توجہ ایک بار اپنی طرف کرنی ہے اور بس۔ یہ نہیں کہ انہیں چھوٹتے ہی احساس دلاؤ کہ تم ان پر بری طرح فدا ہو، وہ تو بدک جائیں گے۔ ہو سکتا ہے تمہاری طبیعت صاف کر کے رکھ دیں، کان تک کھینچ ڈالیں۔"

"لیکن اس طرح میرے گفٹ کا کیا فائدہ گا۔ الٹے پیسے خرچ ہوں گے اور وصولی خاک بھی نہیں۔"

"ہر جگہ نفع کو ذہن میں رکھنا چھوڑ دو۔ ویسے اتنا بھی نے فائدہ کام نہیں یہ۔ دیکھو ہم دونوں گفٹ تو ضرور دیں گے مگر وہ ایسے ہوں گے جنہیں شانی بھائی مروتاً قبول تو کر لیں گے، مسکرا کر شکریہ بھی ادا کر دیں گے لیکن دل ہی دل میں یہ ضرور کہیں گے کہ یہ کیا حماقت ہے۔۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور تمہارا گفٹ ایسا ہو گا جو انہیں

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

چونکا دے گا، ان کے ذوق اور پسند کے عین مطابق کوئی چیز دیتے ہوئے تم بے نیازی سے کہو گی کہ رمان نے مجھے آپ کے برتھ ڈے پر انوائیٹ کیا۔ مجھے تو قطعی اندازہ نہیں تھا کہ آپ کے لیے کیسا گفٹ لے جانا چاہیے پھر میں نے اپنی پسند سے یہ حقیر سا تحفہ لیا ہے۔ پتا نہیں آپ کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ بہر حال مجھے تو یہ بہت پسند ہے اور وہ خوشگوار سی حیرت میں مبتلا ہو جائیں گے یہ دیکھ کر کہ ان کی تمہاری پسند کتنی ملتی ہے۔ بس یہ ہو گا پہلا مرحلہ۔ اس کے بعد ایک آدھ مرتبہ اور انہیں یہ احساس دلانا ہو گا کہ آنسہ سہانہ معظم بھی کوئی چیز ہے۔ جب کوئی کسی اہم ہونا تسلیم کر لیتا ہے تو اس سے محبت کرنا پھر کوئی بڑی بات نہیں۔"

"واقعی یار! تو کتنی ذہین ہے۔" سہانہ نے پہلی بار کھلے دل سے تعریف کی جبکہ منہ کھولے ہادیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں یہ کہو کہ تو کتنی خرانٹ اور کائیاں ہے۔"

"پھر کیا گفٹ دوں میں؟"

"پہلے یہ طے ہو جائے کہ ہم دونوں کیا گفٹ دیں گے۔ ہاں تو میں نے سوچا ہے کہ میں ایک عدد تیل کی شیشی پیک کر کے دے دوں گی اور ہادیہ کے لیے بہتر رہے گا کہ وہ ازار بند ڈالنے والی سلائی پر ربن باندھ کے گفٹ کر دے۔"

"ہاں، تاکہ یہی سلائی میرا چشمہ اتار کر ان دیدوں میں پھوڑ دیں۔ مجھے اپنی بے عزتی نہیں کرانی۔ تم ہی دو ایسے شاندار آئٹم۔ میں نے گفٹ دینے کے لیے کچھ اور سوچ رکھا ہے۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔

"یہ کروائے گی میرا بیڑا غرق۔" سہانہ نے دانت کچکچائے۔

"جو مرضی کرلو، میں تو وہی دوں گی جو میں نے طے کر رکھا ہے۔"

"مثلاً کیا؟" رمان کا خیال تھا کہ شاید وہ کوئی ٹائی، کف لنکس یا پرفیوم وغیرہ کے بارے میں سوچ رہی ہو۔

"موزے۔ اکثر ہی ان کے کمرے سے چلانے کی آوازیں آتی ہیں کہ میرے فلاں موزے کہاں گئے، فلاں جراب کا پیس نہیں مل رہا۔ نومی چھوڑتا بھی نہیں ان کا کوئی موزہ، اس لیے میں تو ان کے لیے جرابوں کا جوڑا لوں گی، کم از کم ان کے کام تو آئے گا۔"

"ہاں یہ بھی ہے۔ چل یار! دینے دے اسے یہی گفٹ۔" رمان نے سہانہ کو آنکھ ماری۔

"یہ بے چاری کیوں ہماری پلاننگ کی وجہ سے اپنی بے عزتی کرائے۔ ان موزوں کی وجہ سے ہو سکتا ہے اس کی قدر و منزلت شانی بھائی کی نظر میں بڑھ جائے۔ اب ہم یہ طے کرتے ہیں کہ تم کیا گفٹ دو گی۔"

"میں بتاؤں سہانہ!" ہادیہ اپنے موزوں والی تجویز کی پذیرائی پر کھل اٹھی اور بڑھ چڑھ کر مشورے دینے لگی۔

"تم ایسا کرو، انہیں ایک ویکیوم کلینر لا دو۔ ماسی کے ساتھ وہ روز کھچ کھچ کرتے ہیں کہ وہ بہت گرد اُڑاتی ہے۔ اپنا ویکیوم کلینر ہو گا تو خود ہی اپنے کمرے کی صفائی کر لیا کریں گے۔ کیا ہوا۔ ہاں، مہنگا ہو گا۔" ان کے چہروں کے تاثرات سے اسے اتنا اندازہ تو ہو گیا کہ یہ مشورہ کسی کو پسند نہیں آیا۔

"ایک نسبتاً سستی تجویز ہے۔ فینائل کی گولیاں یا کوپیکس پاؤڈر۔ تمہیں تو پتا ہے کتنے صفائی پسند ہیں وہ لیکن لان میں کھلنے والی کھڑکیوں سے آجانے والے کیڑے مکوڑوں سے کتنے پریشان رہتے ہیں۔ تمہارا یہ تحفہ ان کا مسئلہ ختم کر دے گا۔"

"تو کیا اب تم رمان کے کمرے کی چیزیں اٹھا کے اس کے بھائی کو گفٹ کرو گی۔" وہ اس کا ارادہ بھانپے بغیر پوچھنے لگی۔

"خدا سمجھے اس نومی کے بچے کو جو میرے کمرے کا واحد آلۂ قتل، وہ بلیک اور سلور گلدان اٹھا کے اپنے کمرے میں لے گیا۔" اب کے رمان بھی بھنا گئی۔

"ہادیہ! ایسا ہے کہ اب ہم کچھ ایسی گفتگو کرنے والے ہیں جس سے تمہارے اخلاق پر بُرے اثرات مرتب ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے بہتر ہے کہ تم اپنے اخلاق و کردار کو سمیٹتے ہوئے کہیں اور کا رخ کرو۔" سہانہ نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور دھکیلتے ہوئے کمرے سے نکال کر دروازہ بند کر دیا۔

"سوچ لیا۔" رمان نے چٹکی بجائی۔

"شانی بھائی کو مطالعے کا بہت شوق ہے اور وہ بھی مشکل مشکل ناموں والے رائٹرز کے انگریزی ناول اور تحقیقی کتب۔ اگر تم ایسی ہی کسی عجیب و غریب نام والی موٹی کتاب خرید کر انہیں گفٹ کر دو تو تمہاری قابلیت کا خاصا رعب پڑے گا۔ تم بڑی پڑھاکو، باذوق قسم کی لڑکی سمجھی جاؤ گی۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے میں آج شام ہی کسی بک شاپ پر جاتی ہوں۔"

"ارے بھئی! تمہیں یہ لانے کی کیا ضرورت تھی۔" سہانہ کو بری طرح محسوس ہوا کہ انہوں نے صرف اس سے گفٹ لیتے ہوئے یہ فقرہ ادا کیا تھا اور "تمہیں" پہ خاصا زور ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"رمان نے مجھے انوائیٹ کیا تھا بہت اصرار کے ساتھ۔" اس نے چھوٹتے ہی جتایا کہ وہ بن بلائی مہمان نہیں ہے اس خالصتاً گھریلو سادہ سی تقریب کی جو کہ رمان نے سرپرائز دینے کے لیے اچانک ہی پلان کی تھی۔

"اور مجھے خالی ہاتھ آنا مناسب نہیں لگا۔ میں تو آپ کی پسند کے بارے میں کچھ اندازہ بھی نہیں رکھتی تھی، اس لیے خاصی سوچ بچار کے بعد یہ کتاب لے لی۔ دراصل میری دلچسپی آج کل ان کتابوں تک ہی محدود۔ پتا نہیں آپ کو کیسی لگے۔'

رمان کی ہدایت کے عین مطابق وہ بڑے نپے تلے انداز میں اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کرتی ہوئی سلجھی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ لباس کا انتخاب بھی اس کے کہنے پر کیا تھا۔ میرون سلک ویلوٹ سوٹ اور سلک کا دوپٹہ جس کے کناروں پر گرے لیس لگی تھی خاصی سوبر مگر کھلی کھلی اور نمایاں لگ رہی تھی لباس کی تراش خراش کی سادگی اور رنگ کا شوخ ہونا بہت متوازن تاثر قائم کر رہے تھے۔

"مگر مجھے شادی بیاہ کے گیتوں کی سلیکشن سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے یا پھر کسی زنانہ رومانی ناول سے۔" وہ تمسخر سے ہنسے۔ "پھر بھی۔۔۔ یہ تحفہ ہے، اس لیے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیتا ہوں۔"

"آپ نے یہ اندازہ کیسے لگایا کہ اس میں ایسی کوئی خرافات ہو گی۔" وہ اپنے بارے میں ان کی رائے جان کر تپ گئی۔

"میں صرف انگلش ناول پڑھتی ہوں اور میری معلومات بھی صرف ان کے بارے میں ہیں، اس لیے صرف یہی گفٹ کر سکتی ہوں۔ اگر میں نے کبھی زنانہ رومانی ناولز پڑھے ہوتے تو شاید اس بارے میں بھی سوچتی۔"

"انگلش ناولز۔۔۔؟ اوہ۔۔۔ آئی سی۔۔۔ ہیری پوٹر۔۔۔ ایم آئی رائٹ؟" وہ ایک بار پھر بھڑکی لیکن مزید وضاحت کی بجائے ایک مدبرانہ سی مسکراہٹ بکھیرتی پلٹ گئی جیسے کسی ناسمجھ بچے کی معصوم سی بات پر کوئی مسکرا کر درگزر کرنا چاہے۔ شایان شاہ نے حیرت سے اس کے سہج سہج اٹھتے قدموں کو دیکھا۔

"سہانہ! کیا ہوا، کیا پھر ساتھ والوں کے امرود توڑنے کے لیے دیوار پھلانگی تھی؟"

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

www.Paksociety.com

"جی۔۔؟جی نہیں تو۔"

"تو پھر ایسے کیوں چل رہی ہو؟"

"میں تو ہمیشہ ایسے ہی چلتی ہوں۔۔" اس نے سفید جھوٹ بولا اور بڑی دیدہ دلیری سے بولا جسے سن کر اسے بچپن سے قلانچیں بھرتا دیکھتے آرہے شایان شاہ محض شانے اچکا کے رہ گئے۔

"خیریت چاہتی ہے تو بھاگ ادھر سے۔"

"آج پھر وین والے انکل غائب تھے اور ان کا لاسٹ پیپر بھی تھا۔ وہ فائل اٹھائے رمان کے ہاں آپہنچی۔ فائل سے سارے "جوکرز" غائب تھے اس نے بطور خاص اسے نمایاں کر کے تھام رکھا تھا لیکن گیٹ کے پاس پہنچتے ہی نجانے کہاں سے رمان پھُدک کر باہر نکلی اور اسے دھکے دیتے ہوئے نکالنے لگی۔ ابھی تو سہانہ بیل تک نہ بجائی پائی تھی۔

"ہوا کیا ہے، کیوں ایسے کھینچ رہی ہو مجھے؟" اس کے سوال کا کوئی جواب دیے بغیر رمان نے ہاتھ دے کر سامنے سے گزرنے والا رکشہ روکا۔

"ابھی پیپر شروع ہونے میں پورا ڈیڑھ گھنٹہ ہے۔ میں نہیں بیٹھنے والی اس پھٹیچر رکشے میں۔ شایان جاگنگ کر کے آنے ہی والے ہوں گے، ان سے کہیں گے کہ وہ لفٹ دے دیں۔" وہ اور ہی خیالوں میں تھی۔

"اگر انہوں نے تمہیں لفٹ دی تو ایسی جگہ چھوڑ کر آئیں گے، جہاں سے تم دوبارہ واپس نہیں آسکو گی، اور نہ ہی ہم میں کوئی تمہیں واپس لا سکے گا۔ ہاں، تمہارے لیے ایصال ثواب کی نیت سے فاتحہ ضرور بھیج سکیں گے۔" اس بات سے وہ ایسی خوفزدہ ہوئی کہ اس سے پہلے چھلانگ مار کر رکشہ میں سوار ہوگئی۔

"تم یہ بتاؤ، کیا سوچ کر تم نے یہ کتاب خریدی تھی؟۔"

"کیوں کیا ہوا۔ کیا واقعی میں شادی بیاہ کے گیتوں والی کتاب یا کھانا پکانے والی ترکیبوں والی کتاب تو نہیں بھیج دی۔"

"تھا تو وہ انگریزی ناول ہی مگر تمہیں کس عاقبت نااندیش نے اس کتاب کے بارے میں بتایا تھا؟"

"کسی نے نہیں میں خود، بقلم خود، بذات خود یہ کتاب چوز کی تھی۔ واؤ کتنا یونیک سا نام تھا۔ "Doll hunter" یعنی گڑیوں کا شکاری۔ ضرور کوئی علامتی نوعیت کا یا تجریدی قسم کا ناول ہوگا۔ ان کے نام ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جیسے کے علامتی افسانوں کے عنوانات بغیر سر پیر کر ہوتے ہیں۔ خولہ بھابھی سے ایک بار لے کے پڑھے تھے ناں۔ اشفاق احمد کا "توشے بلے" مظہر الاسلام کا "اب لائن مین شہر کی شکایت کس سے کرے" اور مستنصر حسین تارڑ کا "بابا بگلوس" وغیرہ وغیرہ۔"

"احمق لڑکی! وہ ایک انتہائی فحش اور بے ہودہ ناول تھا۔ ایک عیاش مرد کی داستان جو بھولی بھالی لڑکیوں کو نت نئے طریقوں سے اپنے جال میں پھنساتا تھا۔"

"ہیں۔۔؟ کیا واقعی۔۔ ہائے۔۔ اللہ کرے میں مر جاؤں۔"

"مرنے سے پہلے یہ بھی سُن لو کہ نہ صرف پڑھنے کی حد تک بلکہ اس میں جابجا عریاں تصاویر بھی شامل تھیں۔ آنکھیں بھلے کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہوں، نظر تو آتا ہے ناں تمہیں۔ ایک بار کھول کر نہیں دیکھ سکتی تھی۔"

"میں تو رائٹر کے نام پر ہی فدا ہو گئی تھی۔ البرٹ ڈی میلو فرانس الی پکینو۔ کس قدر بارعب اور کلاسیکل نام ہے۔ اب مجھے کیا پتا تھا، ایسے کلاسیکی اور شائستہ نام والے رائٹر نے ایسی گند مچائی ہو گی۔ ہائے۔ اب میرا کیا ہو گا۔ چلی تھی امپریشن بنانے اور لٹیا ہی ڈبو آئی۔" وہ باقاعدہ چھکوں پھکوں رونے لگی۔

"میں اب ان کا سامنا کیسے کروں گی۔"

"سامنا کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے تمہیں تو یہ سوچنا چاہیے کہ ان سے سامنا نہ ہو، ایسے امکانات پر غور کرنا چاہیے جن سے تمہارے اور ان کے ٹاکرے کا سوال ہی نہ پیدا ہو۔"

"اور میری محبت!۔"

"اس پر اب تم فاتحہ پڑھ لو۔"

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے، تمہارا مشورہ تھا کہ۔۔۔"

"ہاں اور یہ بھی میں نے کہا تھا کہ اچھی بھلی صاف ستھری کتابیں چھوڑ کر یہ گھٹیا ناول اٹھا لانا کتنا کہا تھا کہ مجھے ساتھ لے چلو مگر نہ جی۔ دُھن سوار تھی خود سارے کارنامے انجام دینے کی۔"

"اوپر اوپر سے رمان اسے جی بھر کے جھاڑتی پھٹکارتی رہی مگر اندر ہی اندر وہ اس کے بچاؤ کے کسی بہتر طریقے پر غور کر رہی تھی۔ ایک بہانہ سوچ ہی گیا۔ شایان شاہ ابھی تک لاعلم تھے کہ کتاب کھولنے کے بعد ان کا غیض و غضب رمان اور اس کے ذریعے سہانہ پر آشکار ہو چکا ہے۔ وہ تو اتفاق سے رات کو رمان نے یونہی حسب عادت کچن کا چکر لگانے کا سوچا تا کہ کیک کی باقیات سکون سے بیٹھ کر اُڑائی جائیں کہ اس کی نظر خولہ بھابھی کو کتاب لہرا لہرا کے دکھاتے شانی بھائی پر پڑیں۔

"لگتا ہے میری ترکیب نے ضرورت سے زیادہ جلدی اثر دکھا دیا ہے۔ ذرا سُنوں تو دیور، بھابھی میں کون سے راز بانٹے جا رہے ہیں۔"

اور ذرا قریب ہو کے سننے پر اسے اندازہ ہوا کہ

معاملہ کیا ہے تو سرپٹ کمرے میں پناہ لی۔ شانی بھائی بھابھی کو تاکید کر رہے تھے کہ رمان کو پتا نہ چلنے پائے ورنہ وہ سہانہ کو خبردار کر دے گی یہاں آنے سے۔

،،اس لڑکی کی تو میں خود خبر لوں گا،، آنے تو دو۔،،

ان کی دھمکی باجاری رمان کو لرزائے دے رہی تھی۔ ااس نے اسی اتّفاقیہ حادثے کا فائدہ اٹھانے کا سوچا۔ انگلش کی پروفیسر سے ایک معیاری دلچسپ تاریخی ناول کا نام پوچھا۔ اسی بک شاپ سے خریدا، اسی کی اسٹیپ لگوائی اور ویسے ہی گفٹ ریپیر میں لپیٹ کر سہانہ کے ساتھ گھر پہنچی۔ لنچ آورز میں اکثر شانی بھائی گھر آجاتے تھے اور آج تو بطور خاص موجود تھی۔

ٹھنک گاڈ بھائی! آپ یہیں موجود ہیں۔ آپ نے ابھی تک وہ سہانہ والا گفٹ کھولا تو نہیں دیکھیں نا اس بے وقوف لڑکی کی حرکت۔ اگر آج مجھے رائٹنگ پیڈ لینے کے لیے وہاں نہ جانا ہوتا تو کیسے پتا چلتا کہ گفٹ تبدیل ہو گئے تھے۔،،

،، یہ تو پتا نہیں۔ شاید ایک کے ایک جیسے سائز ہو پھر ایک سے گفٹ ریپر کی وجہ سے۔ میں جلدی میں اس آدمی کا پیک کروایا ہوا گفٹ اٹھا لائی۔ وہ پھر میرا والا وہیں چھوڑ گیا تا کہ اگر کبھی میں آوں تو بک شوپ والا میرا مجھے واپس دے دے اور اس کا لے لے۔ نس اتفاقاً ہی رمان کی وجہ سے ہم دوبارہ وہاں گئے تو اس نے یہ پکڑ لیا کہ

بی بی! آپ اپنا بھول گئی تھیں۔ اور ایک دوسرے گاہک کا گفٹ اٹھا کر لے گئی تھیں۔ آپ نے اگر اس کی پیکنگ کھول ھی لی ہے تو کوئی بات نہیں، میں ایسے ہی واپس کو دوں گی۔ آپ یہ والا رکھ لیجئے پلیز۔ یہ میں نے بطور خاص آپ کے لیے پسند کیا تھا بلکہ مجھے تو اس وقت سے یہ سوچ کر شرمندگی ہو رہی ہے کہ اس پیکنگ میں سے سچ مچ ،، کوکب کا دستر خوان،، یا ،، نہیری پورٹر،، نکل آیا تو آپ کیا سوچیں گے ؟۔،،

بے حد معصوم چہرے کے ساتھ اس نے بیک وقت اتنے جھوٹ روانی سے بولے کہ رمان تک پھڑک پھڑک اٹھی تھی۔ شایان شاہ اسے دیکھتے رہے اور پھر اسی خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف پلٹ گئے۔ تقریباً ساتھ آتھ منٹ بعد ان کی واپسی ہوئی تو وہی کتاب بے حد مضبوطی سے ایک نہیں، دو دو ریپرز میں پیک بلکہ سیل تھی۔ جا بجا ٹیپ لگا کر بند کیا گیا تھا۔

،، اسے کھولنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح لے جا کر اس ذلیل انسان کے منہ پر مارنا،، اب انہوں نے سہانہ کا لایا ہوا "تازی ترین،، گفٹ کھولا۔ روس کے مایہ ناز ادیب ،، رومانوف،، کے انسانوں کا انگریزی ترجمہ تھا۔ ان کے چہرے پر استعجاب اور شوق کے تاثرات دیکھ کر دونوں کی جان میں جان آئی۔

یہ تم ہر روز کیا پیٹیس اٹھا کے لے آتی ہو۔،، اسے مسلسل چوتھے روز عین ڈنر کے وقت ٹرے میں ڈھکے ہوئے پکوان لاتے دیکھ کر شایان شاہ نے ٹوکا۔

،، بھئی ہماری سہانہ دراصل ککنگ کورسز کر رہی ہے۔،، خولہ بھابھی نے وہی کہا جو انہیں بتایا گیا تھا ورنہ اصل میں تو بی بی سہانہ آج کل رزلٹ سے پہلے والی طویل چھٹیاں بستر توڑتے ہوئے گزار رہی تھیں۔

،، ایسا تو مت کہو، کل کے نرگسی کوفتے دیکھے تھے تم نے۔ اتنی نفاست سے بنائے گئے تھے لگتا ہی نہ تھا، پہلی بار بنائے گئے ہیں۔،، اور سچ تو یہ تھا کہ وہ سہانہ کی بچی کا کمال تھا۔

"اور فرائیڈ رائس تو کمال کے تھے بالکل کسی اچھے چائنیز ریسٹورنٹ کے ٹیسٹ والے،

ریغان بھائی کی واو پہ وہ گڑ بڑا گئی کہ کہیں انہوں نے اسے ریسٹورنٹ سے چکن فرائید رائس اور منچورین پیک کرواتے تو نہیں دیکھ لیا تھا۔

،، آج کہاں سے۔۔۔۔ میرا مطلب ہے آج کیا لائی ہو۔۔۔ ہاویہ نے بے چینی سے پوچھا۔۔

،، نہاری فرائی مچھلی۔،،

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

وہ اور رمان آج پرانی انارکلی گئی تھیں عید کی شاپنگ کرنے۔ واپسی پہ اس نے۔۔ محمدی،، والوں سے نہاری اور ۔۔ سردار،، سے مچھلی پیک کروالی۔ اس وقت مائیکروویو میں گرم کرکے اور تازہ بگار لگا کر لا رہی تھی۔

,, سپانہ! تمہارے ہاتھ میں سچ مچ جادو ہے۔،، بے چاری خولہ بھابھی حیران کم پریشان زیادہ ہو گئیں کہ اچھی بھلی کک ہونے کے باوجود ان سے بھی نہاری اس پائے کی نہیں بن پاتی تھی۔ ظاہر ہے محمدی،، والے جو مسالے پچاس سالوں سے استعمال کر رہے رہتے وہ ان کا کاروباری راز تھا۔ اس میں وہ کسی ایرے غیرے کو کیوں شریک کرتے۔

ایسے ہی تو لاہور میں سب سے زیادہ ان کی نہاری نہیں ملتی شایان نے پہلا لقمہ کھاتے ہی اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ عدندر سے ے شک ہل گئی۔ مگر ظاہر نہ ہونے دیا اور ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھائی کو خود ساخت پیش بتانے لگی جن پہ عمل کر کے مچھلی کو زیادہ سے زیادہ خستہ انداز میں تلا جا سکتا تھا۔

۔۔ مسالا لگانے سے پہلے مچھلی کو آدھا گھنٹے تک دودھ میں بھگوئے رکھیں۔ اس سے اس کی اسمیل ختم ہو جاتی ہے اور بڑی کراری سے فرائی ہوتی ہے۔،،

,, واقعی؟ اگلی بار ضرور کر کے دیکھوں گی،، ظاہر ہے اس انسٹی ٹیوٹ میں پروفیشنل اور ککنگ ایکسپرٹ بتانے ہوں گے تمیں۔،،

اور نہاری پکاتے ہوئے۔۔۔ پکاتے ہوئے۔۔۔،، وہ کچھ مناسب سی چیز سوچ رہی تھی اسمیں انڈ ملنے کے لیے کہ شایان بول اٹھے۔

,, آدھا کپ سنگترے کا رس ملا لینے سے گوشت جلدی گل جاتا ہے اور رنگت بھی خراب نہیں ہوتی۔ ہے نا سہانہ! کل ہی میں نے بی بی سی فوڈ پہ سنا رتھا۔،،

وہ گڑبڑا گئی۔ مگر پھر ان کے چہرے کا اعتماد اور سنجیدگی دیکھ کر فٹ اثبات میں سر ہلا یا دیا کہ اب وہ کہہ رہے ہیں تو سنا پہ ہو گا,, جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں وہ۔

,, نومی ضرور بڑبڑایا،

,, یہ بی بی سی فوڈ پہ نہاری کی ترکیب کب سے چلنا شروع ہو گئی۔ چلیں یہ بھی ہو سکت ہے ترکیب کب سے چلنا شروع ہو گئی، چلیں یہ ہو سکتا ہے آپ نے بیبی سی نیوز کے بجائے بیبی فوڈ کب دیکھنا شعوع کر دیا۔

سپانہ کو کسی گڑ کا احساس ہوا، اس کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ بہا۔ چور نظروں سے اس نے شایان کی جانب دیکھا وہ مچھلی کھانے میں مگن تھے۔ اچانک رمان نے ٹی وی پہ خبریں سن کر شور مچا دیا۔

www.Paksociety.com

،،چاند نظر آگیا کل پہلا روزہ ہوگا۔،، سب ہی ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ سپانہ نے دھیرے سے شایان شاہ کو چاند کی مارکباد دی۔

آپ کو بھی اس مقدسؓ مہینے کی آمد مبارک ہو۔

پتا ہے، اس بابرکت مہینے میں ایک نیک نیک عمل کا اجر دس گنا زیادہ ملتا ہے لیکن اگر ایک نیک عمل اگر ایک برا کام کیا جائے تو گناہ بھی دس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے۔۔۔اب یہ لمبی لمبی چھوڑنا بند کردو۔،،

رسان سے کہتے کہتے اچانک انہوں نے اپنی رعب دار نظریں اٹھائیں اور آخری فقرہ تنبیہہ کرتے کرتے ذرا سخت الفاظ میں ادا کیا۔ سہانہ کے ہاتھوں میں رکھی ٹرے کپکپا اٹھی اور اس میں رکھی خالی پلیٹیں لرز لرز گئیں۔ اس بار روزے اتنی سردیوں میں نہیں آئے تھے۔ کم از کم پہلا عشرہ تو بغیر ٹھٹھرتے سحری کرتے گزرا تھا۔

پچھلے دو سالوں سے روزے بھرپور سردیوں آرہے تھے۔ سحری کے وقت گرم گرم بستر سے نکلنا ہی ایک مشکل مرحلہ تھا، کہیں اور جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اس بار وہ افطاری کے علاہ سحری میں بھی وہیں پائی جاتی۔ اسے کشاں کشاں کھینچ لے جانے کے لیے شایان شاہ کی کشش ہی بہت تھی۔

رمان بھی اس کی ،،پھریوں،، سے بہت خوش تھی۔ اب اسے بھائی کی مدد کرنے کے لیے تین بجے رات کے اٹھنا نہیں پڑا تھا۔ وہ مزے سے پڑی سوتی رہتی اور سحری کرنے کے لیے وقت کے وقت اٹھتی بلکہ سچ تو یہ ہے

کہ اس نے سہانہ کو شایان پہ اپنے سگھڑاپے اور سلیقہ شعاری کی دھاک بٹھانے کا مشورہ بہت سوچ سمجھ کہ کر دیا تھا۔ یہ اس کی ذاتی مفاد میں جاتا تھا۔ صرف ایک ہی سرزنش پہ وہ محاط ہوگئی تھی۔ اور دوبارہ بازار سے کھانا لاکر اپنے نام منسوب کرنے کی غلطی نہیں دہرائی۔

اس کے برعکس اپنی جھینپ مٹانے کے لیے وہ سچ مچ بھابھی کے ساتھ کچن میں وقت گزارنے ؛ گی۔

افطاری پہ مزے مزے کی ڈشیز پیش بنتیں۔ سحری پہ گول پراٹھے بنانے کی ناکام کوشش کی جاتی،

چند ہی روز کی پریکٹس کے بعد کل اس نے شایان کے لیے بلکل صحیح انڈا فرائی کرلیا تھا۔ اور ساتھ میں نمک، کالی مرچ وغیرہ رکھنا بھی نہیں بھولی تھی۔ اپنی دانست میں یہ اس کا خاصا اہم کارنمہ تھا۔ اور آج آملیٹ بھی گزارے لائق بن ھیا تھا۔ بھائی کے فریز کرکے رکھے چکن رول، قیمہ سموسے ور شامی کباب وہ مل کر افطاری پر ان کا اچھا خاصا ہاتھ بٹادیا کرتی۔ اس کی یہ کارگزاری آخر کار شایان کی نظر میں آہی گئی، جب ہی تو سحری کے لیے مہمانوں کی طرح آکر بیٹھی رمان اور ہادیہ کو جھاڑ کر رکھ دیا۔

،،یہ تم دونوں سجی سجائی ٹیبل پہ کس ڈھٹائی سے آکر بیٹھ جاتی ہو۔ اگر روزانی آکر بھابھی کی مدد نہ کرے تو وہ تو ہلکان ہوکر رہ جائیں اتنے لوگوں کے لیے مختلف طرح کی سحری تیار کرتے ہوئے۔ کل سے میں تم دونوں کو ہیڈ پہ اینڈتے نہ دیکھو۔ بھابھی! آپ انہیں جگا کر زبردستی کام کروایا کریں۔ اب تو پڑھائی کا بہانہ بھی نہیں۔ دارادن فارغ رہ کر تھکتی نہیں ہیں۔ یہ، آخر سہانہ بھی تو ہے اپنی چھٹیوں اور فراغت کا ناجائز فائدہ اٹھانے

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

کے بجائے انہیں کارآمد بنا رہی ہے اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی۔،،

ابھی سہانہ ٹھیک طرح سے اترا بھی نہ پائی تھی کہ شایان شاہ نے اپنی توپوں کا دہانہ اس کی طرف موڑ دیا۔،، سہانہ! کل سے تم سحری پہ بالکل مت آنا، ایک تو ویسے ہی مجھے پسند نہیں یوں اندھیرے میں گھر سے نکلنا، چاہے دو قدم کے فاصلے پر ہی کیوں نہ جانا ہو ورد دوسری بات یہ کہ آخر گھر پہ آنٹی اور انکل کو بھی تو تماہری ضرورت ہو گی۔ تم اپنی صلاحیتوں سے ہمیں فیض یاب کرنے کی بجائے اپنی ماما کو آرام پہنچاؤ تو زیداپ بہتر ہے ۔بھابی کی مدد کے لیے رمان اور ہادیہ کافی ہیں۔

،،لیکن۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ ماما۔۔۔۔ وہ تو۔۔۔۔،، اسے بروقت بہانہ نہ سوجھا۔ حسب روایت رمان کمر کس کے میدان میں اتری۔ حیلے بہانے ہمیشہ اس کے پاس وافر مقدار میں ہوتے تھے۔

،،شانی بھائی! یہ اپنی خوشی سے نہیں آتی ہے لکہ میں خود بلاتی ہوں۔ ڈیڈی تو شوگر کی وجہ سے باقاعدگی سے روزے رکھ ہی نہیں پاتے اور آنٹی کی سحری صرف چائے بریڈ اور بوائل ایگ پر منی ہوتی ہے۔ یہ بے چاری صرف اپنے لیے سحری کا تکلف کرنے سے گھبرائی تھی۔ اس لیے میں نے اور ھای نے ہی اس سے کہا کہ یہاں آجانا کرے۔ مل جل کر کام بھی ہو جائے گا اور سحری بھی۔ ویسے بھی اسے اپنے گھر کی تنہائی کی نسبت یہاں کی رونق اور پلا گلا بہت بھاتا ہے۔،،

اس نے آخری فقرے پہ مقسقر بھر زور ڈال کر کہا۔ شایان پہ رتی بھر اثر نہ ہوتے دیکھ کر مزید اضافہ کیا۔

،،یہ تو یہاں تک کہتی ہے کہ اس کا یہاں سے جانے کو جی ہی نہیں چاہتا۔،،

،،تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم اپنے آرام ارستی کو بڑھاوا دینے کے لیے اسے یہیں رکھ لو۔ بس بہت ہو گیا۔ کم از کم اپنی چھٹیوں میں تو بھابی کا بوجھ ہلکا کر دو۔ چھوٹے بچوں کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ وہ ہم سب۔،،

،،او ہو شایان! بس بھی کرو۔ میں کیا زمانے سے

زالی عورت ہوں۔" بھابی نے ٹوکا۔ سب ہی عورتیں اپنے اپنے گھر اور فیملی کی ذمہ داری نبھاتی ہیں رمان میری ہیلپ کرتی ہے مگر تمہیں پتا نہیں چلتا کیونکہ تم آفس میں ہوتے ہو اور صبح یہ سو رہی ہوتی ہے جس سے تمہیں لگتا ہے کہ یہ آرام طلب ہے۔ میں خود ہی اسے نہیں جگاتی۔ کئی ماہ سے پڑھائی کی وجہ سے اس کی نیند خراب رہی ہے۔ اچھا ہے کہ جی بھر کے اپنی نیندیں پوری کر لے۔"

"اور اگر آپ کو اتنا ہی خیال ہے بھابی کا تو آپ پاپا کی بات مان کیوں نہیں لیتے۔ کیوں نہیں شادی کے لئے ہاں کر دیتے؟۔"

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

www.Paksociety.com

موقع سے فائدہ اٹھا کر رمان نے تاک کر حملہ کیا۔ خلاف عادت شایان نے گھور کر "اپنے کام سے کام رکھو۔" کہنے کے بجائے ساری توجہ ناشتے پر رکھی۔ اس خاموشی کو بھابھی اور ریحان بھائی نے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ سہانہ نے خشک ہوتے حلق کو میٹھی لسّی کے بڑے گھونٹ سے تر کیا اور اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ بھابھی کے پاس لاؤنج میں آ بیٹھی۔ جو اس وقت سحری کے برتن سمیٹنے کے بعد اب وقت گزاری کے لئے کل کا اخبار پڑھ رہی تھیں۔ وہ باقی سب کی طرح دوبارہ سونے کے بجائے یہیں بیٹھ کر تلاوت، تسبیح یا مطالعے میں ڈیڑھ دو گھنٹے گزارتیں۔ روماب اسکول جانے لگی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ نومی کو بھی کالج بھیجنا ہوتا، بعد میں ریحان بھائی کے آفس جانے کے بعد وہ اپنے کمرے کا رخ کرتیں۔

"آج افطاری میں کیا بنے گا بھابھی؟"

"آج کوئی خاص اہتمام نہیں ہو سکے گا۔ چنے بھگوئے ہوئے ہیں، ابال کر چاٹ بنا دوں گی اور ساتھ ہی بیسن بھی گھول کر رکھ جاؤں گی۔ بس آلو اور پالک کے سادہ پکوڑے بن جائیں گے۔ کھانے میں بھی زیادہ آئٹم نہیں بن پائیں گے آج، دال پکا جاؤں گی اور مٹر پلاؤ کے لئے بھی مسالہ بگھار کر رکھ دوں گی۔ واپس آکر جلدی سے دال کو تڑکا لگے گا اور چاول ڈال کر دم دے دوں گی۔ ساتھ میں رائتہ، اور کباب تو فریزر میں ہیں ہی، وہ تل لیں گے۔ بلکہ میں سوچ رہی ہوں، واپسی پہ افطاری کے لئے گورے بیکرز کی چکن کچوری لیتی آؤں۔"

"بھابھی کیا آپ کہیں جا رہی ہیں؟"

"سہانہ؛ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کل تم نے اور رمان نے ہی تو میرے ساتھ پروگرام بنایا تھا مارکیٹ جانے کا۔" وہ حیران ہوئیں کہ سہانہ۔۔۔ اور مارکیٹ کا پروگرام بھول جائے۔

"اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ ذہن سے ہی نکل گیا۔"

"بس میں تمہیں اور رمان، ہادیہ کو لاسٹ وارننگ دے رہی ہوں۔ جو جو بھی چیز رہتی ہے وہ آج ہی خرید ڈالو، سوائے چوڑیوں اور جیولری کے۔ آخر چاند رات کو نکلنے کے لئے بھی تو تمہیں کوئی بہانہ چاہیئے۔ یاد رکھو، رمضان کا آخری عشرہ عبادت کا ہوتا ہے، اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ کون جانے قسمت میں اگلے رمضان شریف کی سعادت لکھی ہے یا نہیں۔ اس لئے ان دنوں کم سے ایسی مصروفیات رکھو جن کی وجہ سے عبادت میں خلل پڑتا ہو۔ میں نے نریمان سے کہہ دیا ہے کہ انہیں اپنے دوستوں کو کوئی افطار پارٹی دینا ہے تو اسی ایک ہفتہ میں دے دیں۔ اس کے بعد میں بلکل ہامی نہیں بھروں گی۔ تم لوگ بھی ضروری شاپنگ کی لسٹ بنا لو میچنگ کے ڈوپٹے یا رنگوائی، لیس اور بٹن جوتے چپلیں، وغیرہ وغیرہ اس کے بعد نہ میں خود تمہارے ساتھ مارکیٹ جاؤں گی نہ تمہیں جانے دوں گی۔"

وہ خاموشی سے انہیں بولتا سنتی رہی۔ ان کے خاموش ہو جانے پر اچانک کہہ اٹھی۔

"بھابھی؛ کیا آپ کو ریحان بھائی سے واقعی محبت ہے؟"

"یہ کیا بات ہوئی؟" وہ اس غیر متوقع سوال پہ حیرت زدہ ہو گئیں۔ "ظاہر ہے، محبت ہے تو اتنی خوش اسلوبی سے گزارہ ہو رہا ہے۔"

"نہیں بھابی؛ گزارے والی محبت نہیں، میرا مطلب سچ مچ کی محبت سے ہے۔ یعنی آپ کو ان کے بارے میں سوچنا، ان کا انتظار کرنا، ان کا آپ پر توجہ دینا، یہ سب اچھا لگتا ہے؟"

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آف کورس، کس بیوی کو برا لگتا ہے۔ لیکن اب تم اپنے بھائی کو مت بتا دینا وہ اور پھیل جائیں گے۔ ان کے بارے میں سوچنا اور ان کی مجھ پہ توجہ تو مجھے بھاتی ہے مگر انتظار کرنا۔۔۔ اف۔۔۔ مت پوچھو کتنا جان لیوا ہوتا ہے۔"

"ظاہر ہے، شوہر کا انتظار اور بات ہے اور۔۔۔ اوہو بھابھی؛ آپ میری بات کا مطلب نہیں سمجھیں۔ چند منٹ کے لئے ریحان بھائی کو اپنے شوہر کی حیثیت سے نہیں بلکہ صرف ریحان شاہ کی حیثیت سے دیکھ کر بتائیں کہ آپ کو ان سے کتنی محبت ہے۔"

" لیکن مجھے تو ان سے محبت ہی اس لئے ہے کہ وہ میرے شوہر ہیں۔ صرف ریحان شاہ کی حیثیت سے میں ان سے واقف ہی نہیں۔ ہماری ٹوٹل ارینج میرج ہے۔" وہ بے چارگی سے بولیں۔

اس کا مطلب ہے کسی سے بھی آپ کی شادی ہوتی، محبت تو ہو ہی جانی تھی؟۔" اس کے لہجے میں مایوسی در آئی۔

"پلیز، ایسی باتیں مت کرو۔" وہ گھبرا سی گئیں۔

"اس کا تصور ہی مجھے ہراساں کر دیتا ہے۔ ایسا سوچنے میں بھی عجیب بد دیانتی سی محسوس ہوتی ہے۔ بھلا کیوں ہوتی میری شادی کسی اور سے۔۔۔ خدانخواستہ، جوڑے تو اوپر آسمانوں پر بنتے ہیں۔ ہمارا میل اللہ نے لکھا تھا، پھر کوئی اور کیوں آتا۔"

"بھابھی؛ کیا واقعی نکاح کے دو بول فریقین کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت پیدا کر دیتے ہیں۔"

"میرا تجربہ اور مشاہدہ تو یہی کہتا ہے۔"

بھابھی سے کی گئی یہ گفتگو اسے ایک نئی سوچ میں غلطاں کر گئی۔

"چھوڑو یار؛ یہ اظہار وغیرہ کے طریقے پہ ریسرچ۔ بس تم کسی طرح اپنے بھائی کی شادی مجھ سے کرادو۔"

اس نے چھوٹتے ہی رمان سے فرمائش کی۔

"میں نے سنا ہے کہ شادی کے بعد خود بخود محبت ہو جاتی ہے۔ کرنا کچھ نہیں پڑتا۔"

"مگر شادی کروانے کے لیے تو بہت کچھ کرنا پڑتا ہے بی بی۔" رمان اس بے وقت کی راگنی پہ چڑ گئی۔

"لو بھلا، شانی بھائی کی شادی "میں"۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔ میں کرادوں اور وہ بھی اس سے۔۔۔ جیسے میں ان کی آٹھ سال چھوٹی بہن نہیں بلکہ پھوپی جی ہوں۔"

"آپس کی بات ہے سہانہ؛ مگر پلیز بتانا ضرور۔" عموماً یہ اس بحث میں کم ہی دلچسپی لیا کرتی مگر آج قسرے سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"آخر تمہیں شانی بھئی میں نظر کیا آیا؟" یار وہ بھی کوئی محبت کرنے کی چیز ہیں وہ تو صرف ڈرنے کی چیز ہیں۔ ہر وقت دوسروں کی گردن دبوچنے کو تیار۔ جتنی دیر بھی ان کے سامنے رہوں ایسا لگتا ہے سر پر تلوار لٹک رہی ہو۔ کتنا بھی احتیاط کر لو، کسی نہ کسی بات پر انہوں نے اعتراض بھی ضرور کرنا ہے اور ڈانٹنا بھی ضرور ہے۔"

"اتنی تنگ ہو تو چلی کیوں نہیں جاتیں۔ پیپر تو کب کے دے چکی ہو، اب تو لاسٹ پریکٹیکل بھی ہو گیا ہے۔"

سہانہ کو اس کی بات ذرا پسند نہ آئی۔

"جانا تو تھا مگر ماما اور پاپا کا اپنا پروگرام بن گیا عید یہاں کرنے کا، اس لیے میں نے سوچا یہ بیس دن بھی کسی نہ کسی طرح گزار لوں۔ بعد میں اکٹھے ہی چلیں گے لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ تمہاری نظروں میں اس بُری طرح کھٹکتی ہوں کہ تم یوں منہ پھاڑ کے مجھے واپس جانے کا کہہ دو گی۔"

عادت سے مجبور ہادیہ فوراً آنکھوں میں آنسوں بھر لائی تو رمان نے ہمدردی کا وائپر تھاما اور لگی "مطلع صاف" کرنے۔

"یار؛ کس کی بات کو دل پر لے رہی ہو۔ پتا بھی ہے کہ محترنہ عشق کی ماری ہوئی ہیں، ورنہ پہلے یہ بھی آدمی تھیں کام کی۔"

"سہانہ۔۔۔؛ باہر سے بڑی ہی لے اور بڑے ہی ترنم کے ساتھ پکارا گیا۔ نومی کی آواز۔۔۔ اور اتنے لوچ وگداز کے ساتھ سہانہ کا نام۔۔۔ وہ تینوں چونک گئیں۔

سہانہ۔۔۔ سہانہ سفر اور یہ موسم حسین

ہمیں ڈر ہے کہ ہم کھو نہ جائیں کہیں

"سہانہ۔۔۔ سہانہ۔۔۔" رمان کے کمرے کے باہر کھڑے نریمان کے ریکاڈ کی سُوئی اسی ایک لفظ پر اٹک کر رہ گئی تھی۔

"جنھیں یہ موسم سہانہ لگنا چاہیئے، انہیں لگتا نہیں اور یہ بے چارہ حلق پھاڑ پھاڑ کر ہلکان ہو رہا ہے۔" ہادیہ نے افسوس ناک تبصرہ کیا۔

"دو کپ چائے، ایک پلیٹ نمکو اور چند عدد بسکٹ۔" دروازے میں سے جھانک کر نومی نے حکم جاری کیا۔

"تمہارے دوستوں کو کیا گھر پر چائے نصیب نہیں ہوتی؟" رمان جل کر بولی۔

"آج ضرور نصیب ہوئی ہے کیونکہ آج رونق افروز نہیں ہوئے۔ یہ چائے کا آڈر شایان بھائی کی طرف سے آیا ہے" وہ کہہ کر چلتا بنا اور سہانہ نے فوراً کچن کی جانب دوڑ لگا گئی۔

"رمان؛ یار تو سچ کہتی ہے، عشق اندھا ہوتا ہے۔۔۔ بلکہ لولا لنگڑا، خبطی خبط الحواس ہوتا ہے۔ کوئی جسمانی اور دماغی عیب نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ یہ عشق ہی تو ہے جو سہانہ جیسی سست الوجود اور زمانے بھر کی بہانے باز لڑکی پل بھر میں چائے بنانے کو تیار ہو گئی، ورنہ یہ چائے بنائے ناممکن اور وہ بھی کسی کے لیے۔۔۔ اور بھی ناممکن۔ اور یہ بھی عشق کا ہی کرشمہ ہے جو تمہارے شایان بھائی کی اس طرح آؤ بھگت ہو رہی ہے، ورنہ ان کے کب کسی سے ایسے تعلقات قائم ہو سکے ہیں یا ہو سکیں گے کہ کوئی ان کی خاطر اتنا تردّد کرتا۔ مجھے تو یہ سوچ سوچ کر حیرت ہوتی ہے کہ کوئی اس قسم کے انسان سے بھی محبت کر سکتا ہے۔"

اس کے اتنے تفصیلی حیرت زدہ بیان پر رمان کو تاؤ آ گیا جو بھی تھا آخر شایان شاہ اس کے بھائی تھے۔

"یہ "اس قسم کے انسان" سے تمہارا کیا مطلب ہے۔" اس کے تیور دیکھ کر ہادیہ گڑبڑائی۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میرا مطلب ان کے غصے سے تھا کہ اتنے غصے والے انسان سے تصور میں محبت کرتے ہوئے ہی بندے کی روح قبض ہو جائے۔ پتا نہیں سہانہ کا اتنا حوصلہ کیسے ہوا کہ۔۔۔"

اور آنے والے وقت نے پتا نہیں کس کے حوصلے کا امتحان لینا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

www.Paksociety.com

رمان اس رات دیر تک سوچتی رہی کہ کس طرح یہ بات پاپا تک پہنچائی جائے۔ بہت سوچنے کے بعد بھی بار بار صرف اور صرف خولہ بھابھی کا نام ہی ذہن میں آتا تھا، ان کے سوا اور کسے وہ اس راز میں شریک کر سکتی تھی مگر انہیں بتانے کے لیے بھی ایک ہچکچاہٹ سی تھی جو اسے روکے ہوئے تھی۔ آخر وہ کیا کہے ان سے کہ۔۔۔ کیا یہ۔۔۔ کہ شانی بھائی اور سہانہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔۔ نہیں، اتنا بڑا اور صاف جھوٹ کیسے بول دے وہ۔ اگر شانی بھائی کو پتا چلا تو اس کی جان ہرگز نہیں بخشنے والے۔

"اور یہ بھی تو نہیں کیا جا سکتا کہ اس سہانہ کی بچی کے یک طرفہ جذبات کی کتھا سنا ڈالوں۔ بھابھی کا سب سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ۔۔۔

"یہ تو سہانہ چاہتی ہے، آخر شایان کی مرضی اور پسند کیا ہے؟۔" وہ پھر سے الجھ گئی اور بھابھی کو بتانے کی نیت سے کمرے سے نکلتے نکلتے رک گئی۔

"اف کیا کروں، کیسے بتاؤں اور کیا میرے بتانے سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتی ہوں بھابھی سے کہ شایان بھائی کے لیے سہانہ سے بہتر لڑکی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ آپ پاپا سے کہہ دیجئے کہ وہ ڈیڈی سے اس کا ہاتھ مانگ لیں لیکن بھابھی یہ بات پاپا سے کس منہ سے کہیں گی۔ کیا اسی منہ سے، جس سے وہ رات پاپا کو ہادیہ کے لیے رائے پیش کر رہی تھیں۔ میری منت سماجت کے باوجود میری بات نہیں مانیں گی کہ "میرے ہی کہنے پر پاپا نے انکل سے ہادیہ کی بات کی ہے اور شایان کو بھی میں نے ہی رضامند کیا ہے اب میں غود ایک دوسری لڑکی کے لیے یہی سب دوبارہ کیسے کروں۔۔۔" ہائے اللہ جی! کاش میں دو دن پہلے ساری باتیں بھابھی سے کر لیتی مگر انہیں بھی تو بڑی جلدی پڑی تھی۔ اکیلے اکیلے سب کچھ سوچ لیا، پاپا سے بھی کہہ دیا اور تو اور وہ شانی بھائی جو پچھلے تین سالوں سے شادی کے نام پر بدک رہے تھے، انہیں بھی چند جذباتی مکالمے ادا کر کے رضامند کر لیا۔۔۔ توبہ، روزے میں بھی کتنا کام کرتا ہے ان کا دماغ اور میں تو روزہ رکھ کے

ایسا بے سدھ سوتی ہوں۔۔۔ اسی سوتے رہنے کی وجہ سے یہ ساری گڑبڑ ہوئی ہے۔ چھتیس گھنٹوں کے اندر اندر سارا پروگرام طے ہو گیا اور میری ناک کے نیچے طے ہو گیا، مجھے خبر تک نہ ہو سکی۔"

وہ بند کمرے کے اندر ہی ٹہل ٹہل کر بڑبڑاتی رہی۔ باہر نکل کر بھابھی سے بات کرنے کی ہمّت نہ کر سکی اور کرتی بھی کیسے، اب کیا ہو سکتا ہے۔ ویسے ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے، آخری لمحے تک ہو سکتا ہے۔۔۔ مگر اس وقت جب کرنے والے کے پاس اختیار ہو۔ اس کے پاس اور کچھ نہیں تو کم از کم شانی بھائی کی رضامندی کا ایڈوانٹیج ہی ہوتا تو وہ پانسہ پلٹ سکتی تھی لیکن۔۔۔

"یہ سہانہ بھی ایک دم نکمّی لڑکی ہے۔ چار مہینے سے اظہار کی کوشش فرما رہی ہے، مجال ہے جو بات آگے بڑھی ہو۔ اسی نے ہمت کری ہوتی تو آج میرے بجائے خود شایان بھائی اس کا نام لے رہے ہوتے۔"

سب کچھ آناً فاناً ہی تو ہوا تھا۔ بس پرسوں رات کو افطاری کے بعد ہلکی پھلکی گفتگو کے دوران ہادیہ کی واپسی کا ذکر چلا تو پاپا کہنے لگے۔

"بھئی؛ ہم تو اتنے مہینوں میں عادی ہو گئے ہیں ہادیہ کے۔ اب یہ جائے گی تو کتنی ویرانی اور اداسی سی ہو جائے گی گھر میں۔" اس بات پر کھیر کھاتی ہوئی بھابھی کے منہ میں چمچہ ایک دم سے منجمد کیوں ہو گیا تھا، یہ رمان نے وہ رات دیکھا ضرور مگر سرسری سا۔ وہ چونک کر ہادیہ اور پھر مگن انداز میں کافی پیتے شایان کو دیکھنے لگیں۔ یہ بھی اسے نظر آیا مگر سہانہ اور اسے آٹھ بجے لگنے والی مووی دیکھنے کی بے تابی اس قدر تھی کہ کسی طرف توجہ دینے کا وقت ہی نہ تھا۔ جلدی جلدی کام نمٹایا اور ہادیہ کو ساتھ لے کر سہانہ کے گھر چلی گئی۔ واپسی پر وہ حیران رہ گئی کہ کم از کم دو گھنٹے بعد بھی وہ سب لوگ ڈائننگ ٹیبل پر اسی پوزیشن میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ چائے کا ایک تازہ ترین دور چل رہا تھا۔

پاپا خوش تھے، بھابھی پُر جوش۔۔۔ ریحان بھائی ہمہ تن گوش، شانی بھائی کچھ گھبرائے، کچھ سٹپٹائے سے۔۔۔ نومی ان کی پیٹھ تھپکتا ہوا۔ رمان کو یہ صورت حال بڑی دلچسپ سی لگی۔ وہ وہیں چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ ہادیہ البتہ۔۔۔ نیند کی ماری۔۔۔ فوراً اپنے کمرے میں چلی گئی تاکہ جلدی سے عشاء کی نماز اور تراویح ادا کر کے بستر سنبھالے۔ رمان کو ہمیشہ سے تراویح بھابھی کے ساتھ ادا کرنے کی عادت تھی اور بھابھی گھر کے سب کاموں سے فارغ ہو کر، بچوں کو سلا کر سکون سے یہ فریضہ انجام دیتیں۔

"کیا چل رہا ہے۔؟" اس نے دلچسپی ظاہر کی۔

"تمہارے بھائی کی شادی پر رضامند کرنے کی باضابطہ اور باجماعت کاروائی ادا ہو رہی ہے۔" جواب ریحان بھائی نے دیا۔

"کافی پلا پلا کر آپ انہیں تازہ دم بھی کرتی جا رہی ہیں تاکہ وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہیں۔ ارے بھابھی؛ یہ حملہ افطاری سے ایک گھنٹہ قبل کرنا تھا۔ بھائی کے ہتھیار ڈالنے کے امکانات زیادہ تھے۔ آخر خالی پیٹ کتنی دیر ڈٹے رہتے۔" کافی عرصے بعد یہ موضوع زیر بحث آیا تھا، اس لیے رمان نے اس موقع کا فائدہ اٹھانے کا سوچا۔ اس کا خیال تھا کہ جیسے ہی شانی بھائی ذرا سے رضامند ہوتے دکھائی دیئے، وہ یہیں سب کے سامنے سہانہ کا نام لے لے گی اور سب ہی اس تجویز پر خوش ہو جائیں گے۔ سہانہ کے نام پر کسی کو اعتراض کرنے کی ضرورت بھی کیا تھی۔

"میں نے شایان سے زیادہ پیٹ بھر کھایا ہے، اس لیے زیادہ فارم میں ہوں۔ اسے مانتے ہی بنے گی۔"

بھابھی نے ولولہ انگیز انداز میں دعوی کیا۔

"میری سمجھ سے باہر ہے کہ ہر دو تین مہینے بعد آپ کو یہ کیا دورہ پڑ جاتا ہے۔ میں نہ تو بوڑھا ہوں' نہ عمر رسیدہ۔ ستائیس اٹھائیس سال اتنی عمر بھی نہیں جو آپ سب یوں سر جوڑ کے میرا " بر" ڈھونڈنے بیٹھ جاتے ہیں۔"

"مجھے ہر حال میں ایک عدد دیورانی چاہیے۔ غضب خدا کا' تین سال ہو گئے تمہیں جھنجوڑتے ہوئے' ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہو۔"

"اور کیا' تمہاری اسی ہٹ دھرمی کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑتا ہے۔" ریحان بھائی نے اپنا دکھڑا رو دیا۔

"نہ ساس' نہ جٹھانی' نہ دیورانی' بیچاری میری بیگم کس پہ اپنا بھڑاس نکالے۔ اپنے سسرالی چاؤ کہاں سے پورے کرے۔ لے دے کر ایک مسکین سا شوہر رہ جاتا ہے جسے مشق ستم بنایا جاتا ہے۔"

"ارے بھائی جان! بس اتنی سی بات تھی۔" نومی نے لاڈ سے پچکارا۔ "میری پیاری بھابھی کو صرف دیورانی ہی چاہیے تھی تو مجھ سے کہتیں' میں حاضر ہوں۔"

"مجھے دیورانی گود میں کھلانے کے لیے نہیں چاہیے تھی بیٹا جی! اور فی الحال تمہاری عمر کے حساب سے تمہیں بیوی بھی ایسی ہی ملے گی۔۔ بس شایان! میں نے کہہ دیا، تمہیں میری بات کا ابھی اسی وقت جواب دینا ہو گا۔"

"ابھی۔۔۔۔؟ اسی وقت؟" وہ بوکھلا گئے۔۔

"ابھی' اسی وقت تو میں یہی جواب دے سکتا ہوں' جو کب سے دیتا آ رہا ہوں۔"

"اور جسے دوسرے الفاظ میں "صاف جواب" دینا کہتے ہیں۔" نومی نے پھر لقمہ دیا۔

"بیٹا! میں ہمیشہ تمہاری سن کر خاموش ہو جایا کرتا ہوں کہ جب وقت آئے گا اور جب تم ذہنی طور پر تیار ہو گے تو اللہ کے کرم سے یہ فریضہ بھی ادا ہو جائے گا۔ لیکن اب تمہاری بھابھی نے اتنی اچھی اور عمدہ اور بات

کہی کہ میرا دل بے اختیار ہو بیٹھا ہے۔ اب تو میری بھی یہی خواہش ہے کہ تم ہاں کر دو۔" پاپا نے اتنے مان سے اپنی خواہش بیان کی کہ شایان چپ سے ہو گئے۔ ویسے بھی اب ان کے پاس کترانے کا کوئی معقول بہانہ نہیں رہا تھا۔ پہلے پہل جب بھابھی نے یہ تذکرہ چھیڑا تو وہ یہ کہہ کر دامن چھڑا گئے۔

"ابھی عمر ہی کیا ہے۔۔ میرا رزلٹ تو آ لینے دیں۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔" پھر ماما کی ڈیتھ کے بعد یہ موضوع دب گیا۔ بزنس جوائن کرتے ہی بھابھی نے دوبارہ اصرار کیا" تب سے لے کر اب تک وہ سیٹل ہی نہ ہو پا رہے تھے بقول ان کے اور اب وہ کیا مزید بہانہ بناتے۔

ان کی خاموشی سے بھابھی نے اپنی مرضی کا نتیجہ اخذ کیا۔

"سوچنے کے لیے وقت مانگنے کی ضرورت نہیں۔۔"

بھابھی نے پہلے سے پیش بندی کی۔

"سب کچھ دیکھا بھالا ہے' تمہارے سامنے کی بات ہے۔۔"

اس بات پر پہلی بار رومان کے کان کھڑے ہوئے' وہ سوچنے لگی۔۔

(تو کیا سہانہ کی سنی گئی؟ اس کا مطلب ہے' وہ جھوٹ نہیں کہہ رہی تھی کہ آج کل پنج وقتہ نماز اور تراویح کے ساتھ تہجد بھی پڑھ رہی ہے۔۔۔)

"اگر آپ سب کی یہی مرضی ہے تو ٹھیک ہے' میں شادی کے لیے تیار ہوں مگر۔۔۔ پھر بھی مجھے کچھ وقت تو چاہیے اور کچھ بھی نہیں تو کم از کم اپنی شادی کے لیے پسند کا حق تو استعمال کرنے کی اجازت تو دیں۔۔"

کیا تم کسی اور کو پسند کرتے ہو' کون ہے۔۔۔؟ اور دیکھو' اگر وہ اچھی لڑکی ہے' اچھی فیملی کی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔"

"ایک تو بھابھی! آپ فیصلہ کرنے میں بہت جلد بازی سے کام لیتی ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ

مجھے غور تو کرنے دیں کہ کیا ہادیہ میرے لیے مناسب ہو گی یا نہیں۔۔"

"ہادیہ۔۔۔؟"ارمان ہونق بیٹھی رہ گئی۔۔ ٹکر ٹکر سب کی شکلیں دیکھنے لگی۔۔یہ سب کب ہوا'اسے پتا ہی نہ چل سکا۔۔

"میں کل تک آپ کو بتادوں گا۔۔"وہ الجھن زدہ سا چہرہ لیے وہاں سے اٹھ گئے مگر رمان اٹھ نہ سکی'نی ہی اپنی الجھن دور کر سکی۔۔

"کیوں رومان! تمہارا کیا خیال ہے'میں نے بالکل ٹھیک سوچا ہے ناں ہادیہ کے بارے میں۔۔حالانکہ وہ اس گھر کے لیے کبھی بھی اجنبی نہیں رہی مگر ان چار ماہ میں جو اس نے یہاں گزارے'مجھے احساس ہوا کہ وہ اس گھر میں بہت خوب رچ بس سکتی ہے۔۔اس کا مزاج'اس کی عادتیں۔۔۔سب کچھ مجھے بہت بھایا ہے۔۔دیکھتی ہوں شایان کب تک کنی کتراتا ہے۔۔اگر تو اسے کوئی اور پسند ہے تو وہ دوسرا معاملہ ہے لیکن فضول کی بہانہ بازیاں اب نہیں چلنے والی۔۔"

"ہو سکتا ہے وہ کسی اور کو پسند کرتے ہوں'یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سرے سے ایسی کوئی بات ہی نہ ہو لیکن ایک بات تو طے ہے بھابھی!کہ وہ ہادیہ کو بالکل پسند نہیں کرتے۔۔میرا مطلب ہے'کم از کم شادی کے معاملے میں۔۔آپ نے دیکھا نہیں کیسے وہ ہر وقت اسے ٹوکتے اور ڈانٹتے رہتے ہیں۔۔اس کی عادتیں آپ کو ہی بھائی ہوں گی'شانی بھائی کو تو ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔۔"

"اس کے ڈانٹنے ڈپٹنے کی چھوڑو تم۔۔"انہوں نے لاپرواہی سے ہاتھ جھٹکا۔۔"وہ تو اس کی عادت ہے'کون ہے جو اس سے فیض یاب نہیں ہو سکا۔۔سہانہ ہے'تم ہو'نومی ہے۔۔سب ہی کو برابر کا حصہ ملتا ہے اور تم دیکھ لینا جن عادتوں پر وہ چڑتا ہے'شادی کے بعد ان ہی پر نثار ہوتا پھرے گا۔۔"وہ اتنی پر یقین تھیں شایان کے معاملے میں کہ رمان نے مزید بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔۔دل میں ایک موہوم سی امید تھی کہ ہو سکتا

ہے شانی بھائی خود ہی انکار کر دیں اور وہ متبادل کے طور پر سہانہ کا نام لے لے۔۔

"اور اگر شانی بھائی نے اس کے لیے بھی انکار کر دیا۔۔۔۔تو؟"ایک اور خدشہ۔۔

"میری بلا سے'کم از کم میں سہانہ کے سامنے تو سرخرو تو ہو جاؤں گی کہ میں نے اس کی خاطر کچھ کیا'آگے اس کی قسمت۔۔"

ٹہلتے ٹہلتے آخر اس نے ایک فیصلہ کر ہی لیا۔۔"نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو'بات تو ضرور کرنی ہے۔۔"

سحری کا وقت ایک تو یوں بھی مناسب نہیں تھا اس ذکر کے لیے'دوسرا حسب معمول سہانہ بہ نفس نفیس موجود تھی۔۔سحری کے بعد نماز پڑھتے ہوئے اور تلاوت کرتے ہوئے ارمان نے صدق دل سے دعا مانگی۔۔دعا مانگتے ہوئے اس نے بھابھی سے پوچھا تھا۔۔

"بھابھی!اگر کسی بہت ناممکن سی بات کے لیے دعا مانگنی ہو کہ وہ ہو جائے تو کس طرح کرنی چاہیے کہ وہ فوراً پوری ہو جائے۔۔"

"پہلی بات تو یہ کہ دعا مانگتے ہوئے یہ ایمان پختہ رکھو کہ جو کچھ تم دل سے۔۔۔۔مانگ رہی ہو اور جو الفاظ لب سے ادا کر رہی ہو'اللہ اسے بخوبی سن رہا ہے اور بے شک وہ سب کچھ جاننے والا'سب چیزوں پر قادر ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر تمہیں لگے کہ جو تم نے مانگا'وہ تمہیں نہیں ملا تو بس یہ جان لو کہ اللہ نے اسے تمہارے لیے بہتر نہیں جانا'اس لیے دعا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کے بعد اپنی دلی خواہش بیان کی جائے'اس کے بعد عاجزی کے ساتھ عرض کیا جائے کہ اے اللہ!جو تو میرے لیے بہتر سمجھتا ہے'وہی فرما۔۔"

اور اس نے شدت سے سہانہ اور شانی بھائی کے لیے "بہتر" دعا کی تھی۔۔اس دن وہ دوبارہ سونے کے بجائے وہی لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئی۔۔پاپا عموماً ریحان بھائی کے ساتھ ہی آفس جایا کرتے تھے۔۔کبھی کبھی یوں ہوتا

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کہ شایانلنچ ٹائم پر گھر آتے تو انہیں کے ساتھ نکل جاتے۔۔ وہ پاپا کو ریحان بھائی کی طرف ڈراپ کرتے ہوئے آفس نکل جاتے۔۔ آج ریحان بھائی کے جانے کے بعد جب پاپا نے وہیں آکر اخبار پڑھنا شروع کیا تو وہ یہی سمجھی کہ پاپا کا کچھ دیر بعد جانے کا ارادہ ہو گا لیکن اچانک ہی اسے یاد آیا کہ اب رمضان ہیں اور شانی بھائی لنچ ٹائم پر گھر نہیں آتے۔

"پاپا ! آپ آفس نہیں گئے ، طبیعت تو ٹھیک ہے۔؟"

"ہاں بیٹا ! شکر ہے اللہ کا۔دراصل کامران نے آنا تھا۔"کامران علی ان کے پرانے دوست تھے۔پندرہ سال سے لندن میں سیٹل تھے۔اس بار تین چار سال کے وقفے سے آئے تھے۔

"وہ پرسوں رات کو ہی تو آئے تھے اور ویسے بھی وہ تو آپ کے آفس ہی چلے جایا کرتے ہیں آپ سے ملنے۔"

"ہاں لیکن آج بات کچھ اور ہے ، وہ معظم سے ملنا چاہتا ہے اور وہ بھی میری وساطت سے۔میں نے معظم سے کہ دیا تھا کہ آج گھر پر ہی رہے۔دراصل اس کا ارادہ اپنے بیٹے کے لیئے سہانہ کی

بات کرنے کا ہے۔"

"کیا؟"بھابی اور رمان دونوں نے حیرت سے کہا۔رمان کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ سراسیمگی بھی تھی جبکہ بھابی کے انداز میں افسوس زیادہ نمایاں تھا۔

"وہی والا بیٹا نا جو لندن میں ڈاکٹر ہے۔وہی ہلکی سبز آنکوں والا۔جو پچھلی بار انکل کے ساتھ ہی آیا تھا۔تب تو پڑھ رہا تھا۔"بھابی کے اندازے کی پاپا نے تائید کی۔

"پاپا ! آپ بھی بس۔یہ آپ کی لاپروائی ہے کہ دوست وہ آپ کے ہیں مگر نظریں اتنی دور ٹھہر رہی ہیں۔۔۔رمان ذرا دیکھنا میں نے دودھ کے نیچے چولہا بند کیا یا نہیں۔"اچانک انھوں نے

رمان کو وہاں سے اٹھایا۔وپ پیر پٹختی کچن کی طرف بڑھی۔پیچھے سے بھابی کی آواز آئی۔

"اور پلیز ذرا آٹا گوندھ لینا۔"وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

چولہا تو بند تھا ہی ، آٹا واٹا بعد میں گوندنے کا سوچ کر دروازے سے لگ کے کھڑی ہو گئی۔ابھی تو ایک مسئلہ نمٹا نہیں پائی تھی کہ یہ سہانہ کے امید وار بھی ٹپک پڑے۔

"آپ نے اشاروں میں رمان کے لیئے بات کرنی تھی۔آخر وہ آپ کے اتنے پرانے دوست ہیں ، آپ کا حق پہلے بنتا ہے۔"

"جس کا جو نصیب ہو بیٹا ! وہ اسے ملتا ہے۔یہ سارا قسمت کا کھیل ہے۔ساعد بہت اچھا لڑکا ہے ، مجھے تو دلی خوشی ہو گی اگر سہانہ سے اس کا رشتہ طے ہو جائے تو۔

آخر وہ بھی میری بیٹی جیسی ہے۔میں نے اس میں اور رمان میں کبھی کوئی فرق نہیں سمجھا۔رہی بات رمان کی تو جو اس کے نصیب میں ہو گا ، وہ اسے مل کے رہے گا۔ ویسے بھی کامران نے سارا معاملہ مجھ پر چھوڑا ہے۔یہ اس کا مجھ پر بھرپور اعتماد ہے اور محبت کا اظہار بھی۔دوسری طرف معظم ہے جس کو کل رات میں نے فون پر اپنے اور کامران کے آنے کی

اطلاع دی تھی اس سلسلے میں۔۔۔اور اس نے بھی مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے یہی کہا کہ ہم بیٹی کا رشتہ کسی دوسرے ملک میں کرنے کے لئیے بالکل تیار نہیں لیکن اپنے دوست کو ضرور لایئے گا۔

اگر اللہ کے کرم سے بات آگے بڑھی اور ہمیں گھرانہ بھا گیا تو ہم صرف آپ کی گارنٹی پر یہ رشتہ طے کرنے کے بارے میں سوچیں گے ، ورنہ اکلوتی بیٹی کو اتنی دور بھیجنے کی ہمت نہیں ہے۔

اب تم بتاؤ ، جہاں دوستوں کے اعتماد کا یہ عالم ہو ، وہاں کیا میں ایسی اوچھی باتیں کرتا اچھا لگوں گا۔مجھے تو یہ ڈر ہے کہ اگر معظم نے واقعی دور بھیجنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے پروپوزل قبول نا کیا

تو کہیں کامران کے دل میں یہ خیال نا آئے کی میں نے دیانت داری سے یہ رشتہ طے کرانے کی کوشش ہی نہیں کی۔اور اس کی وجہ میری اپنی بیٹی ہے۔اس لئیے میری تو دعا ہے اور پوری پوری

کوشش بھی کہ آج ہی معاملہ طے ہو جائے۔"

ان کے بات کرتے کرتے ہی باہر سے کامران انکل کی کار کے ہارن بجنے شروع ہو گئے۔رمان بالکل ہی ہاتھ پیر چھوڑکے بیٹھ گئی۔اس پہ متزاد یہ کہ بھابی نے اسے سہانہ کی طرف جانے سے بھی روک دیا۔

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

شام کو پاپا، معظم انکل کی طرف سے خاصا حوصلہ افزا جواب لے کر لوٹے۔ان لوگوں نے مزید سوچنے کا وقت مانگا تھا اور ساتھ ہی ساتھ پاپا کو یہ جتا بھی دیا تھا کہ اگر وہ اس رشتے

پہ مطمئن ہیں تو انھیں بھی خاص اعتراض نہیں۔پاپا اس درجہ کے اعتماد پہ پھولے نہیں سما رہے تھے۔مزید کسر شایان شاہ نے پوری کر دی۔

"بھابی ! پاپا سے کہ دیجیئے میں تیار ہوں ، وہ جب چاہیں انکل سے بات کر سکتے ہیں۔"

رمان کے حلق میں پکوڑا پھنس کے رہ گیا۔اس نے رحم طلب نظروں سے سب کے چہروں پہ نظر دوڑائی۔

"یا اللہ ، یہ سارے کے سارے انکشافات کی مار کیوں مار رہے ہیں۔"مگر ہر چہرے پہ کھلی ہوئی مسرت اور دمکتی ہوئی تراوٹ اسے کچھ کہنے سے باز رکھ رہی تھی۔

افطاری سے نمٹنے کے بعد اس نے فوراً سہانہ کے گھر کا رخ کیا۔اتنے دنوں میں آج پہلی بار وہ افطاری پہ موجود نہیں تھی۔

جتنا وہ سوچ رہی تھی ، سہانہ کی حالت اس سے بڑھ کے ابتر تھی۔

"رمان ! یہ۔۔۔یہ سب۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ایسا تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔پاپا آئے تھے ، ڈیڈی کے پاس میرے رشتے کی بات کرنے۔۔۔لیکن شایان کے لیئے نہیں بلکہ۔۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"اب کیا ہو گا؟پاپا تو ڈیڈی سے بڑھ چڑھ کے ان لوگوں کی تعریفیں کرتے رہے۔رمان ! ایسا نہیں ہو سکتا کہ شایان خود کہ دیں پاپا سے کہ وہ۔۔۔وہ مجھ سے۔۔۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا؟"

"اب تو ایسا بالکل بھی نہیں ہو سکتا سہانہ ! " وہ اتنی جلدی اسے یہ خبر نہیں سنانا چاہتی تھی مگر نا چاہتے ہوئے بھی کہنا پڑا۔

"تمھاری تو صرف بات چل رہی ہے ، جب کہ شانی بھائی کی بات طے ہو چکی ہے۔"

"ر۔۔مان۔۔۔!"وہ بے یقینی سے اس کا چہرہ تکنے لگی۔صرف ایک دن کی غیر حاضری میں اتنا کچھ رونما ہو سکتا ہے ، یہ اس کے گمان سے باہر تھا۔

رمان جانتی تھی کہ اس کے نکلنے سے کچھ ہی دیر پہلے پاپا اور بھابی شانی بھائی کی "ہاں" کی خوشی میں سرشار ، کویت فون کر کے بات کرنے کا پروگرام بنا

رہے تھے۔اور اب تک تو یہ فون ہو بھی چکا ہو گا۔

"سہانہ کیا ہوا ، کچھ تو بولو۔"وہ اسے جھنجھوڑنے لگی جو فقط اس کا نام ادا کرنے کے بعد اب گم صم بیٹھی تھی۔

"میرا یقین کرو ، یہ سب بالکل اچانک ہوا اور میری لاعلمی میں ، ورنہ میں ضرور کچھ کرتی اور مصیبت تو یہ ہے کہ یہ دونوں آفتیں اکٹھی ہی نازل ہوئی ہیں۔

ایک ایک کر کے تو نمٹا جا سکتا تھا لیکن بتاؤ ایسی صورتحال میں میں کیا کرتی۔اگر صرف
تمھارا رشتہ آیا ہوتا کامران انکل کی طرف سے تو میں صاف کہ دیتی

پاپا سے کہ سہانہ کو تو میں نے اپنی بھابی بنانے کا سوچ رکھا ہے ، لیکن اب جب وہ اپنی
بہو تک منتخب کر چکے ہیں تو میں کیا کروں۔اور تو اور ان کی منتخب کردہ

بہو ریجیکٹ کر کے میں تمھارا نام بھی نہیں لے سکتی کیوں کہ تمھارا رشتہ کرانے میں
سب سے سرگرم خود پاپا ہیں۔یہ
معاملہ اب ان کی عزت اور زبان کا ہے تم میری پوزیشن سمجھنے کی کوشش کرو۔"

وہ اسے وضاحتیں دیتی رہیں مگر وہ ایک لفظ تک نہ بول سکی۔

"اور سب سے بڑی بات شانی بھائی خود اپنے منہ سے کہنے والے بندے ہوتے تو کوئی مسلہ ہی نہ تھا۔تم بھی تو
پانچ مہینے جھک مارتی رہیں۔"

خود ہی بول بول کر تھکنے کے بعد وہ مایوس ہو کر واپس لوٹ گئی آج کے لیے سہانہ کو اتنے ہی کافی تھے۔

ہادیہ کا نام اس نے مصلحتاً نہیں لیا تھا' مگر ہادیہ کے علم میں آنے کے بعد ایک نیا تماشہ اس کا منتظر تھا۔

کچھ بھی کر رومان یہ خیال سب کے دل سے نکلنا چاہیے۔کہاں میں کہاں شایان بھائی 'میرا تو سوچ سوچ کے
دل بیٹھ رہا ہے۔پلیز میری ہیلپ۔"

اس کے رونے پہ رومان پھٹ پڑی۔

"خاک ہیلپ کروں؟ جسے دیکھو میرے پاس مدد کے لیے ایسے تڑپتا آ رہا ہے جیسے اس گھر کی سب سے بااختیار
فرد میں ہوں۔کیا کر سکتی ہوں میں؟
کیا ہے میرے بس میں؟ جا کر شانی بھائی کے سامنے کھڑی ہو جاوں کہ پلیز آپ ہادیہ کے بجائے سہانہ کا نام

لے لیں' یا کامران انکل سے کہوں چھوڑیں سہانہ کا پیچھا؛ ایک دم بے کار لڑکی ہے 'میرے بارے میں کیا
خیال ہے؟ کہنے میں حرج بھی نہیں 'لیکن سوچو تو فائدہ بھی کوئی نہیں۔میری بات کوئی سننے کو تیار نہیں ہو گا'
ماننا تو دور کی بات۔جاؤ بی بی! اپنے مسئلے آپ نمٹاؤ۔"اس نے ہاتھ جوڑے۔

"مجھے تو مسئلہ نمٹانے کا ایک ہی طریقہ آتا ہے اور وہ یہ کہ میں خودکشی کر لوں۔" ہادیہ نے آنسو اور تیزی سے
بہائے۔شاید اپنی جواں مرگی کے غم میں۔

ہاں طریقہ مناسب ہے لیکن اب خودکشی کرنے کا سب سے محفوظ اور زود اثر طریقہ کون سا ہے یہ مجھ سے
مت پوچھنا۔یہ بھی خود طے کرو۔

"زہر۔۔مگر لاؤں کہاں سے۔۔پھانسی سے لٹکنے میں بڑی بے عزتی ہے۔۔کتنا عجیب سا لگتا ہے انسان
پھندے سے جھولتا ہوا۔آنکھیں بھی باہر کو ابل پڑتی ہیں۔کسی اونچی جگہ سے کودنے میں ڈر ہے موت کی جگہ
عمر بھر کی معذوری نہ روگ بن جائے۔"

"ارے تم تو سیریس ہو۔؟"

"تو اور کیا؟ تمہارے اتنے خونخوار بھائی سے شادی کر کے پل پل مرنے سے بہتر ہے ایک ہی بار اپنے ہاتھوں
اپنی زندگی ختم کر لوں۔پتہ نہیں کیا سوچ کر وہ ہامی بھر بیٹھے۔میرے نام پہ حالانکہ میں اس قدر تو بری لگتی
ہوں انہیں۔۔۔

شاید یہ سوچا ہو گا کہ ایسے تو ٹھیک طرح خبر نہیں لے پاتا' جملہ حقوق اپنے نام کروانے کے بعد کھل کے ڈانٹ
ڈپٹ سکوں گا۔ہو سکتا ہے وہ مار کٹائی پہ بھی اتر آئیں۔اور میرے ماما پاپا کو تو دیکھو' بڑے براڈ مائنڈڈ بنتے
ہیں۔ایک بار مجھ سے پوچھنے کی بھی زحمت نہیں کی۔اور ہاں کہہ دی۔۔شاید انہیں بھی ڈر ہو کہ پوچھنے پہ انکار
نہ سننے کو ملے۔"

www.Paksociety.com

www.Paksociety.com

"خودکشی کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔" رمان کو اچانک ایک اچھوتا خیال آیا۔"

تم شادی کے لیے نومی کا نام لو' میرے پاپا بھی خوش' تمہارے ماما پاپا بھی راضی' تمہاری بھی گلوخلاصی۔"

"اپنے لیے اور صرف اپنے لیے تو شاید میں اتنا بڑا قدم نہ اٹھاتی مگر۔۔۔سہانہ کی خاطر میں یہ بھی کر سکتی ہوں۔اس کی دوستی کی خاطر میں نریمان شاہ کا کڑوا گھونٹ بھرنے پہ بھی تیار ہوں' لیکن ذرا سوچو' خود بات کرتے ہوئے میں کچھ بے شرم سی نہیں لگوں گی۔؟"

"کچھ نہیں' بہت زیادہ لگوں گی۔"

"اگر نومی خود انکل سے کہتا تو کم بے شرم لگتا۔"

"اور نومی خود کیسے کہے گا' جب تک تم اسے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم اس کے عشق میں گوڈے گوڈے' گٹے گٹے دھنس چکی ہو۔اور ظاہر ہے کہ یہ تم سے بتایا نہیں جانا۔ٹھیک ہے تم بھی سہانہ کی طرح کہنے اور کہلوانے کے طریقے ڈھونڈتی رہنا۔ایسے ہی وقت گزر جائے گا۔۔"

"نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔اگرچہ نریمان شاہ سے عشق کا اظہار کرنا انتہائی شرمندگی والا کام ہے لیکن یہ شرمندگی بھی مجھے گوارا ہے۔صرف اور صرف شایان سے بچنے کے لیے۔"

"ہادیہ! کیا میرا بھائی اتنا برا ہے؟" رمان کو ٹھیس سی پہنچی۔

رمان! تعریفیں سننا ہیں تو سہانہ سے سن لو' حساب برابر' ویسے سچی بتاؤں ایک وجہ تو یہ بھی ہے میں نے کبھی انہیں اس طرح سے نہیں سوچا۔میں بہت زیادہ آئیڈیلسٹ لڑکی تو نہیں مگر ہر عام لڑکی کی طرح میری بھی کچھ خواہشات ہیں۔جن میں سر فہرست ایک بہت ہی نرم خو' ٹھنڈا مزاج کیئرنگ اور لونگ نیچر کا شخص شامل ہے اور تمہارے بھائی صاحب' انہیں میں نے ہمیشہ غراتے ہی دیکھا ہے کم از کم میرے ساتھ تو ان کا رویہ ایسے ہی ہوتا تھا۔اور دوسری وجہ میری اور سہانہ کی دوستی بھی ہے۔میں اس سے دوستی اور اخلاص کا وہ دعوی تو

نہیں کر سکتی جو تمہیں ہے مگر بہر حال دوستی کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ شایان سے محبت کرتی ہے' میں راضی خوشی کیسے اس شادی پہ تیار ہو جاؤں' اس کے نصیب میں ان کی محبت ہے یا نہیں' کون جانے۔مگر میں اپنی دوست کی نظر میں نامعتبر نہیں ٹھہرنا چاہتی۔میں نریمان شاہ سے ضرور بات کروں گی۔"

"ہائے' کس منحوس گھڑی میرے منہ سے نکلا تھا۔" رمان نے تاسف سے سرد آہ بھری۔

"کیا۔۔۔؟"

"یہی کہ۔۔کاش ہادیہ! تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں رک جاؤ' پتا ہوتا کہ یہاں رکنے کے لیے تمہارا میرے کسی نہ کسی بھائی کے متھے لگنا ضروری ہے تو ایسی بات کیوں نکالتی منہ سے۔"

یہ خیال کسے آیا تمہارے سر میں؟ دماغ ہوتا تو میرا دھیان اس طرف جاتا کہ یہ خیال دماغ میں کیسے آیا۔۔لیکن سر دست تو یہ سوال اسی طرح کیا جا سکتا ہے۔" نریمان شاہ عرف نومی ہادیہ کی اس ڈیمانڈ پہ ہکا بکا رہ گیا۔

"سر میں آیا ہو چاہے پیر میں۔۔آ تو گیا۔۔بس مجھے نہیں پتہ، تم کل ہی گھر میں اعلان کر دو کہ تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہے۔مجھے پکا یقین ہے تمہارے بھائی تمہارے حق میں دستبردار ہو جائیں گے۔اور کچھ نہیں تو کم از کم انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے میرا نام ہی امیدواروں کی لسٹ سے صاف کر دیں گے کہ یہ لڑکی جس نے آنے سے پہلے ہی بھائیوں میں تفرقہ ڈال دیا۔۔

اسے دفع دور کرو۔"

"یعنی کہ مسئلہ یہ نہیں کہ تمہیں نریمان شاہ چاہیے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں "شایان شاہ" مطلوب نہیں۔" وہ ذرا سا مایوس ہوا۔۔

"ہاں اور اسی لیے میں اتنا بڑا رسک لے رہی ہوں۔"

"لیکن میں کس بل بوتے پہ۔۔۔اتنا۔۔۔ بڑا رسک لوں۔۔" اس نے "اتنا" کو لمبا کھینچتے ہوئے کہا۔۔

"ایک تو میری بالی عمریا۔۔دوسرا ابھی میری ایجوکیشن جاری ہے۔۔تم سے دو سال پیچھے ہوں۔ بالفرض یہ انہونی ہونی میں بدل بھی گئی تو کم از کم پانچ سال تو تمہیں انتظار کرنا ہو گا۔"

"اور اگر اس عرصے میں مجھے کسی اور سے محبت ہو گئی تو؟"

"اسے بڑھ کے خوشی کی بات اور کیا ہو گی۔" وہ بغلیں بجانے لگی۔

"اور فرض کرو' بعد میں پاپا نہ مانے اور کان سے پکڑ کر تمہارے ساتھ نکاح کروا دیا تو۔۔۔؟" وہ ہر امکان کو ظاہر کر رہا تھا۔

"پھر کیا کیا جا سکتا ہے 'تمہاری قسمت۔۔۔" اس نے شانے اچکائے۔۔

"واہ ہادیہ بی بی! واہ اپنی مرتبہ ہر حربہ آزما لیا اور ہماری مرتبہ قسمت۔۔۔
ہمیں بھی تو ہاتھ پیر مار کے جان بچانے کا کوئی موقع تو دو۔ مثلاً ایک تحریری ثبوت ایک تحریری اجازت نامہ جس کی رو سے میں جب چاہوں، دوسری شادی کر سکتا ہوں، اور اس اجازت نامے پہ تمہیں ابھی اسی وقت سائن کرنے ہوں گے۔"

"لیکن۔۔۔یہ تو بہت عجیب۔۔۔" وہ ہچکچائی۔

"تم کیا کم عجیب باتیں کر رہی ہو۔ایک میں نے کر لی تو کیا فرق پڑتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تمہیں اس اجازت نامے پہ یہ بھی لکھنا ہو گا کہ تم میری اور میری من چاہی دلہن کی ساری عمر "بے لوث" سیوا کرو گی۔ زور کس پہ ہوا "بے لوث" پر، اور اپنے جہیز اور بری کے سارے زیور تحفتاً اپنی چھوٹی بہن یعنی میری دوسری بیگم یعنی کہ اپنی سوکن جان کو دے دو گی، زور کس پہ ہوا، تحفتاً۔۔۔اور تو اور تمہیں جو سلامی میں اور منہ

دکھائی پر رقم ملے گی وہ بھی میرے حوالے کرنا ہو گی تاکہ میں اپنی دلہنیا رانی کو ایک شاندار سا ہنی مون انجوائے کرا سکوں، ہاں تو زور کس پہ ہوا۔"

"تمہاری خباثت و زلالت پہ۔۔۔ تمہاری مکاری و عیاری پہ۔۔۔" وہ تلملا گئی۔

"اچھی طرح لکھتی ہوں میں یہ اجازت نامہ، بے لوث سیوا۔۔۔ہاں ضرور کروں گی جوتیوں سے۔اور وہ چھوٹی بہن۔۔۔سوکن جان، اسے تو ایسے ایسے تحفے دوں گی کہ یاد رکھے گی اور۔۔اور ہنی مون، اللہ کرے جہاں ہنی مون منانے جاؤ وہاں کر فیو لگ جائے، آشوب چشم کی وبا پھوٹ پڑے، دونوں کالے چشمے چڑھا کہ چار چار فٹ کے فاصلے پہ بیٹھے رہو۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے نکلی اور رمان کو بتائے بغیر سیدھی سہانہ کے پاس چلی گئی۔ نومی نے تو ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا اب خود کو قربانی کے لئے پیش کر دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ لیکن وہ ایک بار سہانہ سے بات کر کے دل کا بوجھ ضرور کم کرنا چاہتی تھی۔

"اوہ۔۔۔تو شایان کی شادی تم سے۔۔۔" وہ پل بھر میں دو دن سے رمان کے مسلسل گریز کا سبب جان گئی۔ شائد وہ اسی جان لیوا انکشاف سے بچانے کے لئے اس سے گریزاں تھی۔ اس نے ایک نظر ہادیہ کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔ دل تنگ سا پڑ گیا۔ سنبھلنے کو تیار ہی نہ تھا۔ وہ ہاتھوں کی لرزش پہ قابو پانے کے لئے مٹھیاں بھینچنے لگی۔

"سوری سہانہ! میں کچھ نہیں کر سکی۔ ایسی نوبت ہی نہ آ سکی کہ کوئی مجھ سے پوچھتا اور میں انکار کر سکتی۔ حالانکہ جس طرح کا ہمارے گھر کا ماحول ہے وہاں اگر پوچھا بھی جاتا ہے تو محض رسماً، لڑکی کے انکار یا اعتراض کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، پھر بھی مجھے امید تو ہوتی کہ شائد میرا انکار شایان تک پہنچ جائے۔ لیکن انکل

کی صرف ایک فون کال پہ ہی ماما پاپا نے ایسے ہاں کی جیسے پہلے سے طے کئے بیٹھے تھے۔ میں تو خود شرمندہ ہوں کہ تمہارے بارے میں سب جانتے ہوئے بھی میں اس سب کا حصہ بنی، تمہیں کتنی تکلیف ہوئی ہو گی۔ یہ جان کر کہ تمہاری اپنی دوست۔۔۔"

"بس ہادیہ! پلیز آگے کچھ مت کہنا" ہادیہ کے آنسو ہمیشہ کی طرح اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر گئے۔

"تمہاری شرمندگی مجھے اور دکھی کر رہی ہے۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں نہ ہی تم اس کا حصہ ہو۔ یہ میری قسمت میں لکھا تھا اور آگے بھی جو لکھا ہے وہ تو ہو کے رہے گا۔ نہ تمہاری شرمندگی اسے مٹا سکتی ہے نہ رمان کا خلوص۔" اس نے کسی نہ کسی طرح دل کو سنبھال ہی لیا۔

"تو تم مجھ سے خفا نہیں ہو؟"

"کیوں ہوتی؟"

"اگر میں شایان کی بیوی۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ ہماری دوستی۔۔۔؟" اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح مناسب الفاظ میں اپنا مدعا کہے کہ اسے ٹھیس نہ پہنچے۔

"ہماری دوستی اسی طرح رہے گی جیسی ہے، انشاءاللہ تعالیٰ۔"

اس نے آگے بڑھ کے ہادیہ کو گلے لگا لیا۔ آنکھ سے دو حسرت زدہ آنسو نکل کر ہادیہ کے بالوں میں گم ہو گئے۔

☆☆☆☆

آج سہانہ کی مہندی تھی۔ رمان صبح سے اس کی پیش گوئیاں سن سن کر تھک چکی تھی۔ اس کی خوش گمانیاں اور خوش فہمیاں اب بھی عروج پہ تھیں۔ کبھی کبھی تو اسے سہانہ کے مستقل مزاج دل پہ رشک آنے لگتا جو اتنی ناامیدی کے باوجود کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ ڈھانڈ کے کھینچ کھانچ کے کوئی امکان نکال لاتا۔

"یار رمان! مجھے لگتا ہے پاپا اور ڈیڈی لوگ کوئی کھچڑی پکا رہے ہیں؟" مایوں والے روز اچانک ابٹن سے رنگے چہرے کے ساتھ اس نے سرگوشی کی جسے سن کر ہادیہ نے فوراً تردید کی۔

"دماغ خراب ہے کیا تمہارا؟" "لوگ چالیسویں اور قل پر بھی قورمے، بریانی اور پلاؤ پکواتے ہیں، بعض لوگ تو مزے کے کھانے کے بعد سویٹ ڈش بھی دیتے ہیں۔ اب انکل وغیرہ اتنے بھی تنگ دل نہیں کہ تمہاری مایوں پہ کھچڑی کا مینو رکھوائیں گے۔ تمہارے خیال میں یہ جو باہر دیگیں کھڑک رہی ہیں، ان میں مونگ کی دال کی کھچڑی گھٹ رہی ہے۔" "حلیم، پائے، کڑاہی گوشت وغیرہ بن رہا ہے؟ تمہارے لئے نہ سہی، اوروں کے لئے تو خوشی کا موقع ہے۔"

سہانہ چپ چاپ اس کی لن ترانی سنتی رہی پھر رمان کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔

"قسم لے لو، پورے دین ایمان سے کہتی ہوں مجھے اپنے دل کی مراد پوری نہ ہونے کا اتنا غم نہیں جتنا افسوس تمہارے بھائی کی قسمت پہ ہوتا ہے۔ میں اس کھچڑی کی نہیں، وہ والی کھچڑی کی بات کر رہی تھی جو چھپ چھپا کے سازشوں کے ساتھ تیار کی جاتی ہے، اور میرا خیال ہے پاپا نے ڈیڈی کے ساتھ مل کر ایسا ہی کچھ کیا ہے بلکہ تم سب بھی برابر کے شریک ہو، سچ سچ بتاؤ، میری شادی شایان شاہ کے ساتھ ہو رہی ہے ناں۔ تم سب مجھے سرپرائز دینے کے لئے۔۔۔"

"خدا کا واسطہ ہے سہانہ! چپ ہو جاؤ۔" رمان کو بیک وقت اس کی خوس فہمی پہ غصہ بھی آیا اور ترس بھی۔

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

www.Paksociety.com

گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے اور تم بے پر کی ہانک رہی ہو۔ کہیں کسی کے کان میں بھنک بھی پڑ گئی تو لینے کے دینے ہی پڑ جائیں گے۔ کیا کرایا تم نے خاک نہیں اور بدنامی مفت کی۔ خبر دار جواب تم کچھ بولیں تو۔"

وہ چپ تو کر گئی مگر وقتی طور پر۔۔۔ اگلے دن نکاح کے موقعے پہ وہ برابر بیٹھی رمان کے کان میں کہہ رہی تھی۔

"نہ بتاؤ، پھر بھی مجھے پتا ہے کہ تم سب کتنا بڑا گیم کھیل رہے ہو۔ نکاح نامہ ہاتھ میں آتے ہی سارا بھید کھل جائے گا۔"

رمان نے اس کے پہلو میں زور کی چٹکی بھری۔

"اب اگر تم بولیں تو کلوروفام سنگھا کر بے ہوش کر دوں گی۔ ذرا دیدے گھما کے دیکھ، یہ مامیاں چاچیاں، میری نہیں۔ ساعد کامران کی ہیں۔ اب یہ مت کہہ دینا کہ ڈرامے کو حقیقی رنگ دینے کے لئے کرائے پہ عورتیں منگوائی ہیں۔" وہ تھوڑی سی مایوس ہوئی، بس ذرا سی۔۔۔ کچھ دیر بعد اس کی لرزتی آواز آئی۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ساعد کامران کی ماں ابھی جہیز میں کسی مرسڈیز کی فرمائش کر دے۔ ہاں اللہ کرے مرسڈیز کی ہی کرے۔ سوزوکی ایف ایکس یا مہران، خیبر تک تو ابو بھی آرام سے مان جائیں گے یا پھر کسی کنال دو کنال کی کوٹھی کی فرمائش کر ڈالیں اور۔۔۔ اور۔۔۔"

"اور ٹٹ جائے تڑک کر کے۔ ہے ناں؟ اس گمان سے نکل آؤ اور یہ بکواس بند کرو۔ ابھی کچھ دیر میں تمہیں اسٹیج تک لے جایا جائے گا۔ وہاں اگر ایک لفظ بھی پھوٹا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ اینڈ فار یور کائینڈ انفارمیشن، تمہارے سسرال والوں نے جہیز کے نام پہ تنکا تک نہیں لیا۔ کیونکہ تمہیں تو جانا ہے انگلینڈ۔ تمہارا اور اپنا ٹکٹ تک وہ خود بنوا رہے ہیں۔ ڈیڈی کو بنوانے نہیں دیا۔ ایسے میں تمہارے جہیز کا سامان بھی ساتھ لے جائیں تو تم اکیلی ان پہ چار بہوؤں کے برابر بیٹھو گی۔ اور وہ تمہارے لئے آنٹی نے جو امپورٹڈ

کمبل، کراکری وغیرہ جمع کر رکھی ہے اس کے بارے میں انہوں نے کہہ دیا ہے کوئی بات نہیں' میری دوسری بیٹی کے کام آ جائے گا۔ یعنی کہ میرے۔۔۔۔۔۔۔

"اچھا۔۔۔۔۔ ضروری تو نہیں کہ جہیز کا مسئلہ ہی ہو۔ اور کسی بات پہ بھی پھڈا ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ جو رخشندہ آنٹی ہیں جن کے بچے ہر وقت مارنے مرنے پہ تلے ہوتے ہیں' ان کے کسی بچے نے بارات کے ساتھ آئے کسی بچے کا سر پھوڑ ڈالا ہو۔ نومی نے کسی مہمان لڑکی کو چھیڑا ہو۔ بات آگے بڑھ جائے اور۔۔۔۔۔۔"

"بکواس بند کرو۔۔۔۔۔۔ رخشندہ انٹی آج نہیں آئیں' انکے اپنے بچے کا کسی نے اسکول میں سر پھوڑ ڈالا۔ اور نومی۔۔۔۔۔۔ میرا بھائی۔ کتنا بھی فضول کیوں نہ ہو' ایسی حرکت ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس لیے نہیں کہ وہ حد سے زیادہ شریف ہے بلکہ اسلیے کہ بارت کے ساتھ آئی لڑکیاں ایک سے بڑھ کر ایک بوگھس ہیں۔"

دونوں اس نوک جھونک سے خود کو بھی دھوکا دے رہی تھیں اور ایک دوسرے کو بھی۔ اسی طرح ان آری کی طرح کاٹتے لمحات کو گزار رہی تھیں۔ نکاح خواں آیا' اس نے کسی شایان شاہ کا نہیں' ساعد کامران علی کا نام دہرایا۔ اور نہ کسی جہیز کے مسئلے پہ نہ کسی اور مسئلے پہ چپقلش ہوئی۔ اس نے اقرار میں سر بھی ہلا دیا اور دستخط بھی کر دیے۔

ہر طرف مبارک سلامت کا شور مچ رہا تھا اور رمان کے کانوں میں سہانہ کی سسکیاں گونج رہی تھیں جو اس نے اندر ہی اندر گھونٹ لی تھیں۔ اس نے سہنہ کا سرد' لرزتا ہاتھ زور سے تھام لیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی کوئی آواز نہ سنی۔ اس نے سچ مچ اپنی بکواس بند کر لی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com
www.Paksociety.com

ہلکی سبز آنکھوں والا ڈاکٹر ساعد کامران' جس کا اونچا لمبا قد اور سرخ سفید رنگت اسے ممتاز کر رہے تھے' لیکن سب سے انوکھی چیز جو اسکی دلکشی میں اضافہ کر رہی تھی' وہ اسکے چہرے پر دھنک بن کر پھیلی مسرت اور آنکھوں سے چھلک چھلک جاتی خوشی تھی۔ وہ ایک آسودہ سی مسکراہٹ لیے بیٹھا تھا اور ہر ایک منٹ بعد اپنے پہلو میں آتشی نارنجی اور اسکن کلر کے امتزاج سے تیار شرارے میں انگارہ بن کے دہکتی سہانہ پہ ایک مسرور و مطمئن نگاہ ڈالنا نہ بھولتا تھا۔

"اللہ کرے یہ شخص تمہیں اس قدر چاہے' اتنا چاہے کہ تم میرے بھائی کو بھول جاؤ۔ اور اللہ کرے تم اپنی حماقتوں پر قابو پا لو تاکہ اس شخص کی محبتوں میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔" اس نے چپکے سے دعا کی اور پلٹی۔

اسے پتا ہی نہیں تھا کہ شایان شاہ اسکے بالکل پیچھے کھڑے تھے اس نے ان کو متوجہ کرنا چاہا مگر ان کے سرد چہرے پہ فروزاں دو شعلے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دو آنکھیں' اس نے ان کے تعاقب میں نظریں دوڑائیں۔ یہ دو شعلے سہانہ تک آنچ دے رہے تھے مگر۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس آنچ کی حدت کو محسوس کرنے کے دور سے گزر چکی تھی۔ رمان نے بے یقینی سے ایک بار پھر انکے چہرے کو پڑھنا چاہا۔ چہرہ گو انہوں نے پتھریلا کر رکھا تھا مگر آنکھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انہیں پگھلنے اور پگھل پگھل کر گھلنے سے وہ روک نہ پا رہے تھے۔

جب سے خولہ بھابھی نے رمان کو فون کر کے بتایا تھا کہ سہانہ عید اس بار پاکستان منانے آ رہی ہے تب سے وہ بھی میکے جانے کو بے چین تھی۔ حالانکہ شادی کے بعد رمان کی یہ پہلی عید تھی اور اصولاً یہ عید اسے سسرال میں ہی منانا چاہیے تھی مگر برا ہوا اس دل کا۔۔۔۔ جسے سہانہ کی خبر سنتے ہی پرانی دوستوں کی مہک ستانے لگی تھی۔ اس نے دبے دبے لفظوں میں شاذب سے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ میرے لیے تو خوشی کے سب حوالے اب تم سے منسوب ہیں' جہاں تمہاری عید۔۔۔ وہاں ہماری عید' لیکن اور بھی بہت سی نزاکتیں ہیں جن کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ یہ دو شہروں کے

درمیان موجود کئی گھنٹے کے سفر کا مسئلہ ہے ورنہ میکے میں عید منانے کی خواہش رکھنا ایسی عجیب بات بھی نہیں۔ دراصل شادی کے بعد سسرال میں بھی یہ تمہاری پہلی عید ہے جو شادی کے بعد صرف تین ماہ بعد آ رہی ہے اس لیے امی نے اسے اہتمام سے منانے کے خاصے انتظامات کر رکھے ہیں۔ چاند رات کو تقریباً ساری فیملی کو اور میری بہنوں۔، بمعہ انکے سسرالیوں کو افطار پارٹی دینے کا پروگرام ہے جس میں تمہاری کھیر میں ہاتھ ڈالنے والی رسم بھی ادا کی جائے گی۔ اور تم تو جانتی ہو امی نے کیا کیا سوچ رکھا ہے۔ ایسے میں تمہارا جانا۔۔۔۔۔۔ ویسے ہمارا پروگرام تو طے تھا کہ بقر عید ہم لاہور میں کر لیں گے۔" شاذب اسے مایوس بھی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس خواہش کے ماننے میں بھی متامل تھا۔

مگر بقر عید تک سہانہ تو لاہور میں نہیں ہو گی وہ صرف بارہ دن کے لیے پاکستان آئی ہے۔ جس میں سے تین دن تو گزر چکے ہیں۔ عید کے بعد تک آٹھواں دن ہو گا۔ بعد میں ڈیڑھ دن کے میں کیا خاک ملنے جا سکوں گی۔'

"اچھی سہیلی ہے تمہاری' تمہاری شادی تک میں تو آئی نہیں۔" شاذب نے وجہ جانتے ہوئے بھی محض اسے چڑایا۔

"بتایا تو تھا کہ تب اس کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی' میرا کتنا دل چاہ رہا ہے اس کے چنے منے کو دیکھنے کو۔" وہ مچل مچل گئی تو مجبوراً شاذب کو امی سے بات کرنی پڑی وہ سوچ میں پڑ گئیں۔

"عید پر میکے جانے کی اجازت دے کر میں خاندان میں جگ ہنسائی کا موقع تو نہیں بننے دوں گی۔ دلہن کی بے قراری اگر نظر انداز کر دوں تو اس کا جی بھی برا ہو گا۔ کیا فائدہ ایسی عید کا کہ میرے گھر کی رونق ہی بجھی بجھی رہے۔ تم ایسا کرو' عید والی رات کی ٹکٹیں بک کروا لو' پہلی عید کا پہلا دن تو رمان کا انشااللہ سسرال میں ہی گزرے گا۔ آخر میرے بھی کچھ ارمان ہیں اور یہ اس گھر کی روایت بھی ہے۔ چلو باقی کے دو دن وہ میکے میں

www.Paksociety.com

گزارلے۔ میں سمجھ سکتی ہوں اس کے جزبات اس کی بہن تو کوئی ہے نہیں اور ماں بھی زندہ نہیں رہی۔ ایسے میں بچپن کے سنگی ساتھیوں سے اتنی بھرپور وابستگی ہو جانا قدرتی بات ہے۔" انہوں نے معاملہ فہمی سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کیا۔

رمان اس پہ بھی راضی ہوگئی۔ فوراً فون کر کے سہانہ کو اطلاع کی۔

"خبر دار جو تم نے میرے آنے کے بعد کسی اور سے ملنے ملانے کے پروگرام بنائے تو۔۔۔۔۔۔ یہ چار دن صرف ہمارے ہوں گے صرف اور صرف ہمارے۔"

وہ پورے جوش و خروش سے وہاں جانے کی تیاری کرنے لگی۔ ویسے بھی شادی کے بعد وہ باقاعدہ طور پر پہلی بار میکے رہنے جا رہی تھی اور وہ بھی خوشی کے اس بے پایاں احساس کے ساتھ کہ وہ پورے ڈھائی سال کے بعد سہانہ سے مل پائے گی۔

سہانہ کے بعد ہادیہ نے بھی بھابی بن کر اس کے گھر آنے میں دیر نہیں لگائی اور اس نے رزلٹ آنے کے بعد ماسٹرز کرنے کا ارادہ باندھ لیا۔ فائنل ایگزام دیتے ہی پاپا نے اسکی بات طے کر دی۔ خولہ بھابی کے میکے سے آیا تھا یہ پرپوزل' شازب کراچی میں رہتا تھا اور ملٹی نیشنل کمپنی میں اچھی پوسٹ پہ تھا۔ سہانہ چاہنے کے باوجود نہیں آسکتی تھی۔ ان ہی دنوں میں اس کی ڈلیوری متوقع تھی۔

"اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کس قدر خوبصورت ہوگئی ہو شادی کے بعد۔۔۔۔" رمان سیدھی اس کے گھر کے آگے اتری تھی۔ شازب ابھی گاڑی سے اتر ہی رہا تھا کہ وہ بھاگ کر اندر بھی چلی گئی۔ وہ سر جھٹک کر ہنس پڑا۔ اور اب سہانہ اسے گلے لگائے والہانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اور تم۔۔۔۔۔۔۔ تم شادی کے بعد کتنی صاف گو' کتنی سمجھدار ہوگئی ہو، یعنی اب تمہیں میرا حسن بھی نظر آنے لگا۔"

کافی دیر تک دونوں پرانی یادیں تازہ کرتی رہیں۔ سہانہ کا "چنامنا" اپنی نانی کے پاس تھا۔ رات کے ڈھائی بجے تو رمان کو شازب کا خیال آیا۔ وہ کچھ دیر پہلے نومی کے ساتھ گھر جا چکا تھا۔ اس نے فون کر کے اس سے یہ رات یہاں رکنے کی اجازت مانگی۔ وہ نیند سے باجھل آواز کے ساتھ بولا۔

"آدھی تو بغیر اجازت کے ہی گزر گئی۔ میری طرف سے تم بھلے دو راتیں رک جاؤ مگر کم از کم یہاں آ کر اپنے پاپا اور بھائیوں ، بھابیوں سے مل تو جاتیں۔" اس کے احساس دلانے پہ وہ شرمندہ ہو گئی۔

"ہاں۔۔۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا۔۔۔ خیر۔۔ کوئی بات نہیں۔ انھیں پتا ہے کہ میں کتنے عرصے بعد سہانہ سے مل رہی ہوں اور اس وقت مجھے کسی اور بات کا ہوش نہیں ہے۔"

"سچ کہہ رہی ہو ، واقعی انھیں اندازہ ہے ، شاید اسی لیئے کسی نے تمھارا انتظار کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔" وہ ہنس پڑا۔

"کیا کہہ رہے تھے تمھارے صاحب۔۔۔؟" سہانہ نے کریدا۔

"تم بتاتی ہو کہ تمھارے صاحب کیا کچھ کہتے ہیں؟ اچھا آج رات تو ہم یہاں رت جگا کریں گے ، کل تم وہاں آ جانا ، ہادیہ بھی ہو گی۔ توبہ کیا قسمت ہے اس لڑکی کی۔

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

کل تک میری ڈانٹ کھانے اور صلواتیں سُننے والی آج "بھابی جان" کا اسٹیٹس پائے بیٹھی ہے۔"

رمان نے اس کی حرکتیں یاد کر کے کھل کر قہقہ لگایا۔

"ظاہر ہے میرے بڑے بھائی کی بیگم ہے۔لیکن کل ہم یہ بھلا دیں گے کہ وہ ہماری بھابی ہے۔کل ہم پھر سے پرانی یادیں تازہ کریں گے۔۔۔ہے ناں؟"

اس کے سوال کے جواب میں سہانہ تلخ سی ہنسی ہنس دی۔

"بعض یادیں کریدنے پہ بھی ویسی نہیں نکلتیں رمان ! جیسا کہ ہم نے انھیں چھوڑا ہوتا ہے۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟" وہ ٹھٹکی۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔ویسے ہی کہہ رہی تھی کہ تم تو یادیں تازہ کر سکتی ہو مگر میں اور ہادیہ چاہیں بھی تو نہیں۔

اس کی "چنی منی" اور میرا "چنا منا۔"وہ ہنس پڑی مگر رمان کو صاف لگا کہ وہ کچھ کہتے کہتے بات پلٹ گئی ہے۔

"یہ دونوں ہمیں ٹِک کے ایک گھنٹہ بھی کہیں نہ بیٹھنے دیں گے ، تم ساری رات کی بات کرتی ہو۔"

"تم اپنا پیس یہیں چھوڑ جانا آنٹی کے پاس اور ہادیہ اپنا پیس خولہ بھابی کو دے دے گی۔خولہ بھابی پہلے بھی بخوشی یہ ذمہ داری اٹھاتی رہی ہیں۔"وہ

بضد رہی تو بالاخر سہانہ کو کہنا ہی پڑا۔

"نہیں رمانہ ! پلیز مجھے مجبور مت کرو۔میں وہاں دوبارہ جانا نہیں چاہتی۔اس ایک ہفتے میں میں تین بار وہاں گئی ہوں اور تینوں بار ہی ہادیہ کے رویے سے میرا

دل بہت دُکھا ہے۔پہلے میں نے اسے اپنا وہم کہہ کر جھٹلانا چاہا ، دوسری بار احساس ہوا کہ یہ وہم نہیں ہے۔ہادیہ نا صرف جان بوجھ کے مجھے نظرانداز کر رہی تھی

بلکہ صاف ظاہر تھا کہ اسے میرا آنا ناگوار گزرا ہے۔اور عید کی صبح پاپا نے ناشتہ اپنے ہاں کرنے کی دعوت دی تو نا چاہتے ہوئے بھی جانا پڑا اور یقین کرو ، ہادیہ

کے انداز اتنے تاؤ دلانے والے تھے کہ ایک ایک شخص کو محسوس ہوا ، وہ تو شکر ہے کہ ساعد میرے ساتھ نہیں ورنہ ضرور پوچھتے ، بتاؤ میں کیا جواب دیتی۔

وہ تو مجھ سے یوں نالاں اور شاکی ہے جیسے میں بارہ دن کے لیئے نہیں آئی بلکہ اس کی زندگی پہ قبضہ کرنے آئی ہوں۔"

"دراصل۔۔بات یہ ہے سہانہ کہ۔۔۔وہ۔۔۔"رمان کو مناسب نہ لگ رہا تھا کہ وہ اسے یوں گزری باتوں کا حوالہ دے۔اب جبکہ وہ اپنی زندگی میں مطمئن

ہے تو پرانے حوالے دے کر کھرنڈ اتارنے سے کیا حاصل۔

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہاں میں جانتی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو ، یہی کہ وہ۔۔۔"اس نے خود یہ مشکل آسان کی اور دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

"تم یہی کہنا چاہتی ہو نا ں وہ اب تک میری شایان کے حوالے سے پرانی باتوں کو یاد رکھے ہوئے ہے۔ہو سکتا ہے یہ سچ ہو مگر تمھاری طرح وہ بھی تو میری

دوست ہے۔میرے پل پل سے واقف رہی ہے۔اسے اچھی طرح پتا ہے کہ یہ صرف میرے اپنے جذبات تھے اور وہ بھی وقتی ، اُن کی ہوا تک نہیں لگی ،

کبھی شایان کو ، پھر وہ کس بات سے خائف ہے۔۔؟"

"ایک بات تو بتاؤ سہانہ ! کیا یہ تم نے ابھی ابھی بالکل سچ کہا ہے کہ شانی بھائی کے لیئے تمھارے جذبات وقتی اور سطحی تھے۔۔"

"میں نے صرف وقتی کا لفظ استعمال کیا ہے ، تم اپنی طرف سے پھُندنے مت ٹانکو ، سطحی تو نہیں تھے کیونکہ میں جانتی تھی کہ تب میں جو محسوس کر رہی

تھی سچے دل سے کر رہی تھی ، ہاں البتہ یہ ضرور تھا کہ میں نے وقتی پسندیدگی اور اٹریکشن کو محبت کا ٹیگ لگنے میں خاصی جلد بازی سے کام لیا۔محبت کیا

ہے اس کا احساس مجھے ساعد کامران کے ساتھ رہ کر ہوا۔بھابی ٹھیک کہتی تھیں کہ نکاح کے بول دو فریقوں کے دل میں خود بخود محبت جگا دیتے ہیں اور

پتہ ہے رمان ! یہ وہ محبت تھی جس کا اظہار کبھی مجھے ساعد سے نہیں کرنا پڑا۔میں نا صرف ساعد کے ساتھ خوش اور مطمئن ہوں بلکہ یہ تصور کر کے

بھی میرا دل بیٹھ جاتا ہے کہ اگر خدا نخواستہ میری شادی ساعد کے ساتھ نہ ہوئی ہوتی تو۔۔۔ایسا سوچتے ہوئے بے اختیار مجھے خولہ بھابی کی باتیں یاد آ جاتی ہیں۔

وہ بھی کہتی تھیں کہ ایسی سوچ بھی مجھے گھبرا دیتی ہے جیسے کسی بد دیانتی کی مرتکب ہو رہی وں۔میرا بھی یہی حال ہے۔ایسے میں کسی پرانی بات کو یاد رکھنا

اور دہرانا تو بہت دور کی بات ہے ، پھر تم ہی بتاؤ کہ ہادیہ کے اندیشے بے بنیاد ہیں یا نہیں ؟ اگر اسے میری بے سرو پا باتیں یاد ہیں تو کیا وہ یہ بھول گئی کہ اس کے

شوہر نامدار تو اس سارے قصے سے واقف تک نہیں۔۔۔"

"تم نے اپنے بارے میں تو کہ دیا کہ نکاح کے دو بول فریقین میں لازوال محبت پیدا کر دیتے ہیں اور اب وہی محبت تمھیں ساعد کامران سے ہے ، مگر تمھیں

یاد رکھنا چاہئیے سہانہ کہ ہادیہ بھی اب ایک شادی شدہ عورت ہے ، وہ کتنی ہی سادہ دل اور احمق کیوں نا ہو۔ہے تو ایک عام سی لڑکی۔شادی کے بعد وہ بھی شانیبھائی کے لیے ویسے ہی جذبات رکھتی ہے جیسے اب تم اپنے شوہر کے بارے میں رکھتی ہو۔شادی سے پہلے وہ شانی بھائی کے ہجو میں دو دو گھنٹے کیوں نہ مصروف رہتی ہو اب قصیدہ گوئی میں بھی تھکتی نہیں۔تم اس کی باتوں کو دل پہ مت لو۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن میں خدانخواستہ اس کے شوہر کی کوئی پرانی۔۔۔ خیر چھوڑو ان پرانی باتوں کو۔ اب کیا رکھا ہے اس ذکر میں۔۔۔ اسی لیے تو مجھے ہادیہ کے رویے سے زیادہ تکلیف ہوئی تھی کہ جن باتوں کو میں عرصہ ہوا بھلا چکی ہوں ان کی وجہ سے ہماری دوستی پر آنچ کیسے آئی۔"

رات کے تین بج چکے تھے۔ باتیں کرتے کرتے وہ کب سوئی، رمان کو پتا ہی نہ چلا۔ اس نے تکیہ برابر کر کے لائٹ آف کی اور اس کے ساتھ ہی لیٹ گئی۔ سہانہ کی کہی بات ایک بازگشت بن کے اس کے گرد گونج رہی تھی۔

"جن باتوں کو عرصہ ہوا میں بھلا چکی۔۔۔"

"ہاں، سہانہ؛ تم بھلا چکیں۔۔۔ مگر وہ کیسے بھلاتی جسے پل پل یاد دلایا گیا ہو۔ اب میں کیسے تمہیں بتاؤں کہ شانی بھائی کے لیے تمہاری پسندیدگی بھلے وقتی ہی کیوں نہ ہو وہ پتا نہیں کس لمحے کے اسیر ہو کے تمہیں دل میں بسا چکے تھے، اور اب تک بسائے ہوئے ہیں۔ میں انہیں ایک نظر میں دیکھ کر پہچان گئی تھی اس ایک نظر میں، جب میں نے انہیں تمہیں ساعد کے پہلو میں بیٹھا دیکھتے پایا تھا۔ اور ہادیہ۔۔۔ وہ تو ڈھائی سال سے پل پل ان کے ساتھ ہے۔ کیا وہ نہ جانتی ہو گی۔ وہ کیسے تم سے مسکرا کر بات کرے۔ تم سے؟ جس نے اس کے شوہر کی ساری مسکراہٹیں چھین رکھی ہیں۔ اور میں تمہیں یہ کیسے بتا دوں کہ شایان شاہ نے تمہارا رشتہ طے ہونے کی خبر سُن کر ہی ہتھیار ڈالے تھے اور اگر یہ رشتہ ان کے اپنے پاپا کی وساطت سے طے نہ ہوا ہوتا تو شاید وہ اسے خاطر میں نہ لاتے مگر بات تو ساری پاپا کی عزت اور ساکھ کی تھی۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری پہ یہ رشتہ کروایا تھا اب انہیں کیسے مجبور کیا جاتا کہ وہ اپنے ہی بیٹے کو سیڑھی بنا کر اس رشتے کو ختم کرتے۔

سہانہ؛ تمہیں شایان شاہ نہ مل سکے مگر ساعد کامران مل گیا۔ جس نے تمہیں اتنا چاہا۔۔۔ اتنا چاہا۔۔۔ جتنی چاہت کی تم نے تمنا کی تھی۔ تم سیراب ہو گئیں۔ اسی طرح ہادیہ نے شایان شاہ کی طلب نہیں کی تھی مگر اسے شایان شاہ مل گیا۔۔۔۔ اور اس نے بے شک اسے ایک پل کو بھی نہیں چاہا، وہ سیراب نہ ہو سکی۔۔۔ مگر نکاح کے بندھن والی تمہاری بات ضرور سچ ثابت ہو گئی۔ اسے بھی شایان شاہ سے محبت ہو گئی جن کے بارے میں وہ کہا کرتی تھی کہ مجھے حیرت ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ کوئی لڑکی ان سے بھی محبت کر سکتی ہے۔ لیکن سہانہ؛ تم اور ہادیہ تم دونوں پگلیاں۔۔۔ کیا جانو، شایان شاہ کے دل کا حال، یہ دل ایک مرد کا ہے۔ ایک ایسے مرد کا جس نے سہانہ کو چاہا، وہ اسے نہ مل سکی مگر ہادیہ شاہ مل گئی جس نے اسے اتنا چاہا۔۔۔ اتنا چاہا۔۔۔ جتنی چاہت کی اس نے تمنا کی۔ مگر وہ سیراب نہ ہوا۔ کیسے ہوتا۔۔۔ وہ شایان شاہ تھا۔ ایک مرد، اپنی مرضی سے کم پہ راضی نہ ہونے والا۔

ختم شد